

اسلامی مسائل

محمد حفیظ اللہ
پہلوی شریف (پٹنہ)

عالیجناب آنرابل سرسید محمد فخر الدین صاحب القابہ زیر صنیعہ تعلیمات

صوبہ بہار و اڑیسہ

اسلامی مساوات کے انگریزی ترجمہ کا دیباچہ لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

”مجھے خوشی ہے کہ میرے نوجوان دوست مولوی محمد حفیظ اللہ آنریری سکریٹری
مسم اسوسی ایٹن بھلپوری شریف نے ایک چھوٹے سے رسالہ کی شکل میں جس کا
نام ”اسلامی مساوات“ ہے، اسلامی اصول جہوریت کی نہایت اچھی تشریح
پیش کی ہے۔ اسلام کی بنیاد آزادی، اخوت اور مساوات کے اصولوں
پر قائم ہے۔ قابل مصنف نے نہایت صحیح طور پر اپنے خیالات کی تائیدیں
نصوص قرآنی اور احادیث پیش کی ہیں۔ اخوت اور مساوات کی ممتاز
خصوصیت میں اور جب تک مسلمان ان اصول پر سختی سے کاربند رہے
وہ ہر طرح ترقی کرتے رہے۔ اس مضمون کو نہایت صفائی اور مؤثر طریقہ پر
بیان کرتے قابل مصنف نے جماعت اسلامی کی ایسی خدمت کی ہے جس
کے لئے وہ نہایت تعریف کے مستحق ہیں۔“

عرضِ مُصَنَّفُ

اُس خدائے قدوس کا (جس نے انسانوں کو بھائی بھائی بنا کر پیدا کیا) ہزاروں شکر ہے کہ اُس نے مجھ جیسے ضعیف انسان کو مساواتِ اسلامی کی تبلیغ و اشاعت میں سعی و جہد کی توفیق عطا فرمائی میں نے جو کچھ کہا اور جو کچھ لکھا اور اُس میں جو کچھ تاثیر عطا ہوئی وہ محض خدا کا ایک فضلِ احسان ہے۔ سچ یہ ہے کہ دنیا استبداد سے تنگ آ چکی ہے اور اُس پر بُنے الٰہی اکثریت مسلسل نا انصافیوں سے گھرا اٹھی ہے۔ اب نیا اور زیادہ دنوں تک تاریکی میں نہ رہیگی اور انصاف و مساوات کی کمزور ترین آواز پر بھی زور و شور کیٹھا "لیک لیک لیک" بکار اٹھے گی، خود فضلاء عصر کی ایک نئی جماعت اپنی پوری روشن خیالی کی تھیں کہ چکی ہے کہ اقوامِ عالم کیلئے "پُلِ فَناءِ" کا لفظ وہم و گم دونوں کو دنیا کے لغتِ ذہنوں سے محو کرنے یہی وجہ ہوئی کہ جب اس خاکسارِ اقامِ محروف نے "اسلامی مساوات" لکھ کر اپنی نحیف آواز بلند کی تو دنیا نے ہمارے وہم و گمان سے بھی زیادہ اس کا پُرتیاک غیر مقدم کیا مشائخِ عظام، علمائے کرام، زعمائے ملت و قومی و مذہبی جرائد نے جن بھت افزا الفاظ میں اپنی آراء کی گرامی تحریر فرمائی ہیں، اسلامی مساوات کی اس جدید اشاعت میں کسی دوسری جگہ پر درج ہیں۔ اور بلاشبہ ان کی یہ توجہا ہماری کامیابی کی ضمانت ہیں۔

پہلے اڈیشن کا ایک ایک نسخہ دن گنتے ختم ہو گیا۔ ضرورت تھی کہ ایک دوسرا اڈیشن چھپ کر تیار ہو جس میں پہلے اڈیشن کے بعض اسقام دور کر دیئے جائیں اور بہت سی جدید معلومات کا اضافہ ہو۔ نیز لکھائی چھپائی کا بھی بہتر انتظام کیا جائے۔ الحمد للہ کہ آج ان اصلاحات کے بعد اسلامی مساتوا کا جدید اڈیشن اپنے ناظرین بانیکن کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

میں نہایت مسرت کیسہ اپنے قدردانوں کو یہ اطلاع دیتا ہوں کہ میرے محترم بھائی جناب لوی عبدالغنی حبیب جلال سکریٹری انجمن تعلیم الاطفال پھلوا ری شریف نے اسلامی مساتوا کا انگریزی ترجمہ بھی مکمل کر دیا ہے جس پر فخر بہار آنر بل زیر تعلیمات سرسید محمد فخر الدین بالقابہ نے اپنے قلم سے ایک نیا چتر فرمایا ہے۔ یہ انگریزی ترجمہ بھی انشاء اللہ عنقریب شائع ہو کر ملک و قوم کے سامنے پیش ہوگا۔ والسلام

خاکس

پھلوا ری شریف

محمد حفیظ اللہ عفی عنہ

۱۹ جنوری ۱۹۲۸ء

اِسْلَامی مساوات

کے متعلق

ملک کے نامور علمائے کرام اور اہل فتنم حضرات کی رائیں
(صرف چند خطوط کا اقتباس)

حضرت قبلہ مولانا قاری حاجی شاہ محمد سلیمان صاحب قادری حشری

پھلواروی مدظلہ العالی کا رویو -

”میں نے عزیز میا حفظ اللہ تعالیٰ سکریٹری اسوسی ایشن پھلوری
شریف کی مولفہ ”اِسْلَامی مساوات“ از اوّل تا آخر پڑھی۔ خداوند تعالیٰ
ان کی طبیعت کو بہت سلیم بنایا ہے۔ اور بچپن ہی سے علمی خدمت
کا دل میں شوق رکھتے ہیں۔ جہاں تک مساوات کا تعلق ہے آجکل
ساری دنیا اسلام کے پاکیزہ اور فطرتی اصول کی طرف گھٹتی رہی ہے۔“

ہے۔ خود ہندوستان میں ہمارے برادران ہندو اچھوت قوموں کو ملانے اور ان کو درجہ مساوات دینے میں حد سے زیادہ کوشاں ہیں۔ شدھی سبھا۔ ہندو سبھا اور کانگریس ہر جگہ اس کی پکار ہے۔ آج ایک غیر مسلم کانگریس کی کرسی صدارت پر بیٹھ کر علانیہ پکارتا ہے کہ خدا کی برکت اور الہام کسی خاص نسل یا مذہب کا ورثہ نہیں ہے ”آج دنیا خدا کی اُس آواز کی طرف جھک رہی ہے جو تیرہ سو برس قبل ہمیں سنائی گئی تھی کہ یُس مَا اَشْتَرُ وِبِدَانِمْ اَنْ يَكْفُرُوا بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلٰی مَنْ يَّشَاء۔ اور مَا يُوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَّشَاء۔

۱۔ یہ جملہ گاندھی جی نے انٹالیسیس انڈین نیشنل کانگریس بلگام کے خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا ہے۔

۷
ایسی حالت میں جبکہ دنیا اسلام کی طرف کھینچ رہی ہو کیا یہ مسلمانوں کی
انتہائی نصیبی نہ ہوگی کہ یہ خود اسلام سے دور ہوتے جائیں؟

میرے عزیز میاں حیظ اللہ سلمہ نے اس رسالے کے ذریعہ مسلمانوں کو اسلام کی
وسیع ترین برادری میں شامل ہونے کی دعوت دی ہے۔ میرا بھی یہی پیام ہے کہ
كُوْكُمْ اَعْبَادَ اللّٰهِ اَحْوَاْنَا

حضرت قبلہ مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محل لکھنؤ :-
آپ کی محنت اور جانفشانی قابل تحسین ہے۔ طریقہ ادا اچھا ہے۔ دلائل ایسے
ہیں کہ عوام کو راہ یاب کر سکتے ہیں۔ لطائف اور اقتباسات نے مقبول جواب پائے
حضرت مولانا حاجی محمد فرخند علی صاحب مظاہ مدرسہ اولیٰ و مہتمم مدرسہ سیر
نظامیہ ہسرام :-

اس موضوع پر بہت خوب رسالہ ہے۔ طرز بیان بھی بہت اچھا ہے۔ ہر طرح
قابل تعریف ہے۔

میرے خیال میں اس سے پیشتر اس موضوع پر کوئی رسالہ ایسا مکمل اور جامع
شائع نہیں ہوا۔ ناضل مؤلف کی محنت و جانفشانی یقیناً قابل قدر ہے۔ اور وہ ہر طرح
مستحق مدافرتین تحسین ہیں۔ جزا اللہ تعالیٰ عنی وعن سائر المسلمين۔

حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب مظلہ صدر جمعیتہ علماء ہند و صدر

مدرس مدرسہ امینیہ دہلی :-

قابل مؤلف نے ایک بڑی مذہبی و قومی و ملکی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے
یہ رسالہ لکھا ہے۔ فی الحقیقت اسلامی تعلیم اس بارے میں نہایت صاف و واضح
ہے۔ اور جب تک لوگ اسلامی مساوات پر سچے دل سے عامل نہ ہوں ترقی معلوم
خدا تعالیٰ مؤلف کی سعی مشکور فرمائے آمین۔

حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب مظلہ مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند مفتی عدالت
عثمانیہ حیدر آباد دکن۔

”.... ہر ایک مسلمان کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔“

حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب نائب ناظم مدرسہ عالیہ دیوبند :-

آپ نے اس مقدس موضوع کو جن دلائل و براہین شرعیہ و واقعات و اخبار صاف
سے ثابت کیا ہے ناقابل انکار ہے۔۔۔“

حضرت مولانا ابوالبرکات عبدالرؤف صاحب قادری دانا پوری :-

واقعی یہ رسالہ اچھی نیت اور تحسن ارادہ سے لکھا گیا ہے۔ تقریریں سلامت روی اور
دیانت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اسلامی امور خصوصاً شرعی باتوں میں اس خیال ایک دیندار

مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے کہ افراط و تفریط سے تحریر اور نہ صرف تحریر بلکہ دل بھی پاک ہو، اور بحث کا مدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر ہو اور الحمد للہ کہ ان امور کا آپ نے

بہت کچھ لحاظ رکھا ہے.....

نیشنل پوسٹ سٹڈنٹس کونسل کے سربراہ شیخ محمد اقبال صاحب - پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ٹبرلا ہو

آپ کا رسالہ اسلامی مساوات بہت معنی خیز ہے۔ اس قسم کا لٹریچر کثرت سے ملک میں شائع ہونا چاہئے اور بالخصوص ہندوستان کے غیر مسلم اقوام میں کیونکہ ان اقوام کو اسلام کے اس پہلو سے مطلق آگاہی نہیں۔ میرے ایک ہندو دوست عمر ابن عبدالعزیز کے حالات پڑھ کر بہت حیران ہوئے۔

جناب خان بہادر مولوی مرزا سلطان احمد خاں صاحب رئیس قادیان۔

سابق ریونیونسٹر ریاست بھاولپور :-

..... مسلمانوں کو بہ صدق دل مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب کاشکو بہرائچ

کہ انھوں نے عین وقت پر ”اسلامی مساوات“ پر روشنی ڈالی اور اس بحث میں

ایک مکمل رسالہ لکھ کر مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ ان کی قسمتی اور تنزل کے وجہ

متعددہ میں سے بڑی بھاری وجہ حریت اور مساوات سے بیگانگی بھی ہے میں صدق

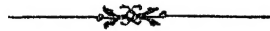
دل سے مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں کہ ان کا قلم اچھے رخ پر چلا اور انھوں نے اس

نقص کو ہمدردی کیساتھ نہٹ لیا۔ کاش مسلمان اس طرف متوجہ ہوں اور اس کے ساتھ
 ہی اغراضِ حریت اور قانونِ مساوات پر غور کرتے ہوئے اپنے باہمی معاملات کو بھی درست
 کریں۔ اور غیرت سے کام لیں۔ جب ہم میں حریت اور مساوات کی روح کام کرے گی تو
 ہماری ذلت اور سستی رفتہ رفتہ اوج اور عروج سے بدلتی جائیگی۔

مولانا خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی :-

حقیقت میں آپ نے کتاب کو بہت محنت بجانکا ہی سے تالیف فرمایا خداوندِ کریم جزائے خیر
 عنایت فرمائے۔

ایسی کتابیں اردو میں بہت کم ہیں اس کی کو آپ پورا کر دیا فقط



ریویو جو ملک کے مستند رسالوں و اخباروں میں شائع ہوئے
رسالہ دلگداز لکھنؤ بابت فروری ۱۹۲۳ء

”عالمائے و فاضلانہ بحث کی ہے۔ اور اس میں دکھایا ہے کہ اسلام نے نسبی
و خاندانی تفرقوں کو مٹا کے کیسی اخوت یک رنگی مسلمانوں میں پیدا کر دی تھی۔
اس مسئلہ کو بار بار زور دیکھے ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ
مسلمانوں میں سب سے پہلے یہی خرابی پیدا ہوئی اور اسی کے مٹانے پر وہ
قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے پیرو ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ بغیر اس کے
ترقی نہیں کر سکتے۔“

رسالہ نگار (بھوپال) بابت مئی ۱۹۲۲ء

”اس دور حریت میں جب کہ مذہب و اخلاق بھی اصول ستیا
سے متاثر ہو رہے ہیں اس قسم کی تحریر از بس مفید ہیں۔۔۔ مؤلف نے
کافی کاوش سے کام لیکر اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔“

رسالہ نوید (پٹنہ) بابت جنوری ۱۹۲۵ء

”مصنف موصوف نے مساوات کے متعلق اسلام کی سچ سی تعلیم

پیش کی ہے۔ خوبصورت اور دلنشین پیرایہ میں آیات قرآنی، احادیث نبوی اور صحابہ کرام کے اُسوہ حسنہ سے اسناد پیش کی گئی ہیں ”اسلام نسلی امتیازاً کو تسلیم نہیں کرتا“ اسی کو عام فہم دلپسند عنوان سے بیان کیا گیا ہے ضرورت ہے کہ ہر تعلیم یافتہ اس کتاب کا مطالعہ کرے۔ اور نسلی تفوق کے غلط گھنڈ کی صحت پر از سر نو غور کرے کہ کہا تک اس سے اسلام کے قومی شیرازہ بندی میں نقصان پہنچ رہا ہے۔“

رسالہ مسیحا (پھلوا ری شریف پٹنہ) بابتہ رمضان ۱۴۳۳ھ

اس کے مصنف جناب مولوی حفیظ اللہ صاحب نے اس رسالہ کے اندر دلائل و براہین سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ شرافت اور بزرگی کا دار و مدار عمل صالح ہے نہ کہ حسب و نسب۔۔۔ لائق مصنف نے اس کتاب میں نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ اس کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ الغرض یہ رسالہ نہایت ہی عمدہ ہے۔ ہر شخص کو اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

انجار المبعشر (پٹنہ)

یہ کتاب علمی دنیا میں روشناس ہو چکی ہے اور فاضل مؤلف۔۔

نے خراج تحسین وصول کر کے اپنی ذہنیت و قابلیت کی تصدیق کرائی ہے سچ تو یہ ہے کہ آپ نے اپنے جس خاص انداز بیان کے ساتھ اسلامی مساوات کا نقشہ کھینچا ہے اور دریا کو کوزہ میں بند کر کے مساوات اسلامی کا بھولا ہوا سبق یاد دلایا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر مسلمان غور سے پڑھے اور دیگر اقوام کو مذہب اسلام کی فضیلت و ہمہ گیری پر دندان شکن جواب دے۔“

اخبار ستیا لاہور مورخہ ۶ ربیع الاول ۱۳۴۰ھ

”یہ ۷۰ صفحہ کا دیدہ ریب اور دل افروز رسالہ ہے۔ جس میں مولوی محمد حنیف اللہ صاحب نے اسلامی مساوات کا صاف اور صحیح نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے اس کے مطالعہ سے طبیعت پر خاص اثر پڑتا ہے۔ دیکھنے اور پاس رکھنے کے قابل چیز ہے۔“

اخبار منصور بجنور مورخہ یکم فروری ۱۹۲۳ء

جناب مصنف نے نہایت قابلیت سے قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے کہ اسلام نے تمام مذاہب عالم سے زیادہ مساوات کی تعلیم دی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام و خلفاء و دیگر مشاہیر اسلام کے اقوال و افعال پیش کر کے دکھایا ہے کہ مسلمانوں سے بڑھکر آج تک کسی قوم نے اپنا غلبہ

۱۴۷
 کے ساتھ مساوات کا برتاؤ نہیں کیا۔ آج کل جب کہ اسلام کی اس مثبت تعلیم کو عملاً فراموش کیا جا چکا ہے۔ رسالہ مذکور کی تالیف بروقت و بر محل ہے۔ ہماری دعا ہے کہ امتیازات قومی و ذاتی کی جو وبا اس وقت مسلمانوں میں پھیل گئی ہے رسالہ مذکور اس کا مؤثر علاج ثابت ہوگا۔“
 اخبار انجیل بجنور۔ مورخہ ۴ نومبر ۱۹۶۲ء

یہ رسالہ عمدہ کاغذ لکھائی چھپائی اور رنگین ٹائٹل پیج کا مولوی حفیظ اللہ صاحب کا مرتبہ ہے جس میں قرآن و حدیث اور بزرگان اسلام کے اقوال و افعال سے ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں باہم مساوات مذہبی جڑو ہے اور کسی قسم کے امتیاز کو جو جز تقویٰ ہرگز دخل نہیں۔ رسالہ نہایت دلچسپ لکھنا اور مقبولیت سے پُر ہے اور اس قابل ہے کہ خلافت و کانگریس کمیٹیاں اسے خرید کر تقسیم کریں اور لوگوں کو سنائیں۔

اخبار زمانہ کلکتہ مورخہ ۲ فروری ۱۹۶۳ء

” مساوات اسلام کے متعلق بہت سے معلومات اس

میں درج ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ رسالہ بیشک مفید ثابت ہوگا۔“

۱۵
اخبار جنرل نیوز دہلی مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۲۲ء

عنوان بالا سے ایک۔ ۷ صفحہ کی تالیف ہمارے پاس آئی ہے جسکو

جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب نے جمع کیا ہے تیرہ سو برس کے حالات

سے درگزر کر سات ہزار اور نو ہزار برس کے مجربات اخلاق و اسلام کو اُسوہ

انبیاء اور اُسوہ ختم الرسل پر تبصرہ کر کے ایک دلکش پیرایہ میں اسلامی مساوات کا

مُنہ بولتا فوٹو ناظرین کے سامنے کھینچ دیا ہے۔ عمدتاً اور عمدہ جدید کے موتی اسلامی

مساوات کے رشتے میں پرو کر ایک لڑی تیار کر دی ہے۔ جس کی قیمت بلحاظ

جواہرات آٹھ لاکھ روپیہ بھی بہت کم ہے۔ مگر آٹھ آنے رکھی گئی ہے۔ چاہئے

تھا کہ ۵۰ روپے کی قیمت بلحاظ فیض عام رکھی جاتی۔ اب ہم اپنے ناظرین اخبار

سے سفارش کرتے ہیں کہ اس کو بڑی بڑی تعداد میں خرید کر اوجھی قیمت پر

مسلمانوں میں فروخت کر دی جاوے تو امت محمدیہ اسلامی مساوات کے

زبیں اصولوں سے اپنے گھروں کو آرتہ و بارکت بنا سکتی ہے۔



تقریظ طبع اول الرشحات قلم مولانا خیر رحمانی درہنگوی

سابق مدیر اخبار ”النبیج“ بانکی پور (پٹنہ)

(اس تقریظ کا ہر جلد تائی ہے)

تقریظ قادری

۱۳۲۳ھ

میں نے اسلامی مساوات کو دیکھا۔ یحییٰ جی لگا کر دیکھا۔ سبحان اللہ مولوی حفیظ اللہ
 خوب لکھا ہے واقعی پر لطف لکھا ہے۔ ہر بیان جانِ سخن اور مدلل۔ ہر نکتہ ادق
 سلجھا ہوا اور مفصل۔ زبان ستھری، پیاری، دل دوز اور مطبوع۔ انداز بیان پیارا
 بسیط موضوع۔ مسلمانانِ عالم کو خوابِ مطعون سے جگایا ہے۔ احوت کا اک بھلا
 ہوا سبق یاد دلایا ہے۔ ملکِ اَبِ اتحاد پیدا کرنے کی سعی کی جا رہی ہے۔ اُسی
 کی تائید میں یہ بے بہا اسلامی مساوات بھی ہے۔ اس نے مفید مطلب قومی تحریک
 میں جان ڈالی ہے۔ اور اسلامی تجویز میں ایک نئی پاکیزہ روح پھونکی ہے۔ کہیں
 جذباتِ بے جان کو جلایا ہے۔ کہیں جوشِ لیلیٰ حریت کو اُبھارا ہے۔ ابا نوکھی

تفریق کی بڑھ گئی اور نسبی تعلی کی ساری جہلی ڈینگ ل گئی۔ ہے تو چھوٹا
 اُردو رسالہ مگر اسناد کتب کی وجہ سے نادر مقالہ مختصر جہاد۔ پھر عدیم المثال
 و قابل داد۔ ملک و قوم کو آپ کی فراست کا احسان ماننا چاہیے اور آپ کی
 سرگرم محبت کی داد دینا چاہیے۔ میں آپ کو آپ کی بے مانند کامیابی پر مبارکباد
 دیتا ہوں۔

یہی نعم البدل تقریباً ہی جو۔ یہی اعداد متی یا رخ می

اچھالے اب نہت۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویسا چہ

از مولانا شاہ غلام حسنین صنا ابیدندوی
 ابنِ حجتِ قریبہ مولانا قاری حاجی شاہ محمد سلیمان صناظرا قادری حشری پھلواری
 خداوند عام۔ انسانوں کو بھائی بھائی بنا کر دنیا میں پیجا اور اپنی نعمتیں تمام
 بندوں پر جیساں کھول دیں۔ شخص اپنی قابلیت کے مطابق ان نعمتوں سے
 بہرہ اندوز ہوا ایک نے اس کی حکمتوں پر غور کیا۔ اور ارسطو بن گیا۔ دُوسرا
 نقاشی سیکھ کر تابی ہوا۔ کسی نے عبادت کی اور شیخ عبد القادر ہو گیا۔ الغرض
 دروازے سب پر یکساں کھلے ہیں جس نے جو اسی راہ اختیار کی کھلی پائی مگر
 افسوس خود غرض اور خیل نظر انسانوں نے ہمیشہ کھلی راہوں کو مسدود و محجود
 کرنے کی کوشش کی اور فیاض مطلق کے وسیع خوانِ دعوت پر رنگ اور پتہ

فرقہ اور نسل کی تخصیص کر دی جن لوگوں نے اہم سابقہ کے حالات کا بغور مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہونگے کہ کسی اُمت میں جب تک وہ تمدن فطرتی پر قائم رہی خاندانی امتیاز کا وجود نہ تھا جب معاشرت میں پیچیدگی ہوئی۔ انقسام عملِ ظہور میں آیا اور رفتہ رفتہ ہنس تقسیم نے پیشیہ خاندانی کی بنیاد الدی نہ پھر کیا تھا مغایرت نے اینارٹکس بنایا۔ اور گھبرانے نے ایک باب راہ کی تخصیص کر لی ان تمام مباحث میں سب سے خوفناک بات یہ ہے کہ ایک گروہ مذہب اور مذہبی علوم کو اپنے لئے مخصوص کر کے دوسروں کو اس سے بیخلاف اور اپنا خراج کر دیتا ہے اور اپنی بیجا سیاست کو عام پر ثابت کر کے باہمی منافرت کی بنیاد ڈالتا ہے اور بس برہمنزم یا برہمنیت کی ابتدا ہمیں سے شروع ہوتی ہے۔

خود ہندوستان کی تاریخ کو دیکھو کس کو گمان ہو سکتا تھا کہ آریہ جیسی متہذہ قوم اتنی متغیر ہو جائے گی کہ خود اس کے فرزندان ایک دوسرے کو نہ پہچان سکیں گے اور انہیں ایک خاندان دوسرے خاندان کے سائے سے پرہیز کر لیا اس مغایرت کی اصل صرف اسی قدر ہے کہ جب آبادی کے ساتھ ساتھ ضروریات زندگی بڑھتی گئی تو فطرتاً لوگوں نے ایک

ایک کام اپنے ذمہ لے لیا۔ اور جس کو جس کام سے دلچسپی ہوئی لگ گیا۔ مگر غضب ہوا کہ باپ کے بعد بیٹے نے وہی پیشہ اختیار کیا۔ چند ہی نسلوں کے بعد ہر گروہ متفرق ناموں سے پکارا جانے لگا۔ قلم تلوار اور اقتصادیات کے تین تین بڑی پارٹیاں بنادیں۔ جو برہمن، کھتری، اور کوش کے جداگانہ بقوں سے نامزد ہوئیں بلکہ ہر گروہ کے اندر خود مختلف ٹولیاں بن گئیں۔ اور زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ سوسائٹی نے تبدیل پیشہ کا اختیار سلب کر لیا۔ ہر فرقہ اپنی سیادت کا کوشاں ہوا۔ مگر وہ جماعت جو مذہب کا نام لے کر اٹھتی ہے۔ مسئلہ سیادت میں ہمیشہ کامیاب ہوتی ہے برہمنوں نے زور پکڑا اور یہاں تک کہ تمام ماسوا کی مذہبی اور ضمیر کی آزادی سلب کر کے علوم دینی و نیز دنیوی کے وارث بن بیٹھے۔ انسان کی فطری اور سادہ زندگی کو ابتدا سے لے کر انتہا تک ہزار ہا جبریہ رسموں سے بھر دیا۔ اور ہر موقع پر ساری قوم کو اپنا محتاج کر دیا۔ سادہ اور آسان مذہب کو لامحدود رنگ آمیز لویں، ظاہر داریوں اور بناوٹی قواعد و ضوابط سے مسخ کر دیا۔ اور ہر نئی بدعت میں محض اپنی سیادت اور اپنا اقتصادی فائدہ ملحوظ تھا انہوں نے تمام ذاتوں کے معاشرتی اختیارات کی حدیں دیاں کر دی تھیں

اور ایک ہی قوم آریج کے فرزندوں میں سخت ترین نسلی امتیاز
اور مختلف مدارج پیدا کر دیئے۔

اس مختصر بیان سے معلوم ہوا ہو گا کہ ہندوستان میں برہمنیت کا آغاز
کیونکر ہوا اور ذاتوں کے امتیاز نے کتنی مضبوط بنیاد جمالی یہاں تک کہ بعد
میں جتنی قومیں خواہ انکا تعلق کسی مذہب سے ہو۔ ہندوستان میں آئیں یہاں کی
فضا سے قطعاً و یقیناً متاثر ہوئیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ مذہب مساوات لے کر آتا ہے۔
مگر اُس کے فرزندان اسے بٹا دیتے ہیں بد مذہب کی تاریخ اب کھلی مثال
ہے اس کا مقصد برہمنیت کو مٹانا تھا۔ مگر وہی برہمنیت اب خود دُستی
میں رائج ہے۔

اسی طرح عیسائیوں کی تاریخ اس باب میں پچھپی سے بھری پڑھی ہے
پندرھویں اور سولہویں صدی میں کون کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ وہی مذہب ہے
جو مارک اور پطرس کا تھا ٹھیک برہمنیت پچپی یا پاپائیت کے نام سے وہاں
بھی رائج تھی اہل صومعہ کو جنھوں نے اپنی نام نہاد عدالتیں الگ قائم کر لی
تھیں ملکی قانون سزا دے سکتا تھا تمام مذہبی پابندیوں سے آزاد ہو جائیکے

بعد بھی اُن کی سیادت قائم رہی اور کسی کو اعتراض کا حق نہ تھا۔ شاہی
 بیاہ میں۔ مرنے پہنچنے میں الغرض ہر موقع پر قوم ان کی محتاج تھی۔ پوپ
 اور پادری مذہب کی یہاں تجارت کرنے لگے تھے۔ کہ ایک تو یہ فنڈ ہی کھول
 رکھا تھا (چار ٹرائف انڈلجنس) جس کے روسے ایک رقم معینہ حاصل کرنے کے
 بعد پروانہ جنت دیدیا جاتا تھا۔

جب معاشرتی اور مذہبی زندگی یوں تباہ ہو رہی تھی تو نو قتر نامی ایک
 شخص جرمنی میں پیدا ہوا جس نے یورپ میں وہی کام کیا جو دنہرار برس
 قبل ہندوستان میں گوتم بودھؑ نے کیا تھا۔ مگر افسوس یہ انقلاب بھی
 پایا نہ رہا اگرچہ ذہن ماسادات کا اب بھی وجود ہو مگر عملاً اس کا پایا جانا
 مشکل ہے۔

آج سے چودہ صدی قبل جزیرہ نماے عرب صد ہا دنہرار ہاچھوٹے چھوٹے
 قبیلوں اور گھڑیوں پر منقسم تھا جن کا کام جزا پس کا تعصب، باہمی منافرت
 مرنے باپ دادا پر مفاخرت۔ دُوسروں کے انساب کی تذلیل اور سخت ترین
 جنگ و جدال کے کچھ نہ تھا۔ جس قبیلہ کی جماعت مضبوط ہوتی دُوسروں کو
 آنکھ نہ لگاتا۔ بڑے بڑے میلے ہوتے جس میں فصیح و بلیغ قصیدے پڑھ کر اپنی

شرافت و نجابت اور دوسروں کی رذالت ثابت کی جاتی غلاموں اور
 عورتوں کے ساتھ بدترین سلوک کیا جاتا۔ الغرض ساری دنیا کو متحد اور
 بھائی بھائی کر دینا آسان تھا۔ مگر عرب کو کسی ایک مرکز اور ایک مقصد کے
 تحت میں لے آنا آسان نہ تھا۔ مگر اس کام کے لئے خداوند عالم نے اپنے
 ایک ایسے بندے کو مقرر فرمایا جس نے نہ فقط عرب و شام بلکہ تمام دنیا کے
 انسانوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔ مسلمان نازاں ہیں کہ پاک مذہبِ اسلام
 سارے عالم میں ایک خدا کی بادشاہت قائم کر دی جس کی حکومت میں
 ساری رعایا کو یکساں حقوق حاصل ہیں اور ایک ہی قانون سب پر
 یکساں حکومت کر رہا ہے یہی پاک اور مقدس اسلام ہے جہاں ایک
 بدوی اور ایک حبشی بڑے سے بڑے بادشاہ کے سامنے آزادی سے
 گفتگو کر سکتا ہے۔ کوئی حاجب اس کو روک نہیں سکتا۔ کوئی شخصیت اس کو
 مرعوب نہیں کر سکتی۔ ایک مسجد میں ایک خدا کے آگے سب بڑے اور
 چھوٹے بغیر تیز رنگ روپ نسل اور پیشہ دوش بدوش ہو کر کھڑے
 ہوتے ہیں۔ پھر سب کے سب ایک ساتھ جھک پڑتے ہیں۔ اور سجدہ میں
 گر جاتے ہیں خدا کی آنکھیں جن کو نیند اور اونچے نہیں چھو سکتیں ایک ایک کے

قلب کو دیکھنے لگتی ہیں اور جس شخص کا دل خلوص شوق رقت اور عجزت
 بھرا ہوا ہے رحمت ایزدی اُسے گھیر لیتی ہے۔ خواہ وہ شخص کسی شہنشاہ
 کے گھر پیدا ہو یا کسی غریب سے غریب انسان اور معمولی سے معمولی پیشہ
 کے گھر۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ خدا کا قانون شخصیت کی پروا
 نہیں کرتا جس نے اطاعت کی جنت کا دروازہ کھلوا پایا جس نے بغاوت
 کی دوزخ کے شعلوں نے استقبال کیا۔

یہ ہے ایک شمع آفتاب اسلام کی اخوت و مسادات کا جس کے
 جمل سے جمل بیان کو ایک ضخیم کتاب کافی نہیں ہو سکتی۔ مگر شیت جب
 کسی قوم پر اپنی خفگی کا اظہار کرنا چاہتی ہے۔ تو اوّل اوّل اُس قوم میں
 باہمی تفرقہ و برہنیت کی بنیاد پڑ جاتی ہے خود قرآن پاک نے بہت سے
 انبیائے کرام اور ان کی قوموں کا حال بیان فرما کر بتایا کہ ان کی نسلیں
 سی طور سے بگڑی ہیں۔ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هُمْ خَلْفٌ آضَاعُوا
 الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا
 اور خدا نے کریم نے فرمایا اِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولَٰئِكَ
 يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ اور اُدھر ان کا یہ قول کہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا

خدا کا قانون بدلتا نہیں قومیں بگڑتی رہیں۔ مصلح آیا کئے اور مسلمان
 بھی ایک ہمدی کے منتظر ہیں اسلام کی بے مثال برابری اور وسیع
 ترین بھائی چارہ کس طور سے محدود ہوتا چلا۔؟ ایک مورخ اس کی
 مسلسل تاریخ سے واقفے، شام کے مشہور و معروف گورنر کا زمانہ اور
 آج کا دن ایک معمولی سے ترمیم تھی مگر اب تجویزی بدل گئی۔ مسلمان
 ہندوستان میں آئے کہ ہندوستان مسلمان میں آیا۔ اس میں شک
 نہیں کہ عرب کی مشک نے ہندوستان کی فضا کو بہت معطر کیا مگر سونٹا
 اور کاشی کی دھونیوں سے ان کی ناک بھی نہ بچ سکی۔ معاشرتی حقوق
 کی برابری ٹوٹی۔ برادری محدود ہوئی اور مختلف مدارج رونما ہوئے
 کوئی فرسٹ کلاس میں گیا کوئی تھرڈ میں اور بالکل بھول گئے کہ یہ
 اسٹیشن گورنمنٹ، یہ فیسٹ و سکند پد بعد اسکے مطابق عمل ہو گا کلاس اکبر
 اسلام کی اخوت و مساوات اور موجودہ معاشرتی حد بندیوں کے
 نقصانات کا تذکرہ کرنا تحصیل حاصل ہے لائق مصنف نے اس پر مبسوط
 بحث کی ہے سچ یہ ہے کہ اب اور خاص کر ہندوستان میں ہمارا رہنا، رہنا

اُٹھنا، ملنا جلنا بالکل بدل گیا اور دوسروں کی خوبوہم میں سرایت کر گئی ہے بقول اکبر مرحوم خدا اس کی قبر میں نور دے ۵

ہندی مسلم میں ہند کی نیو بھی ہے ✦ افطار میں ہو کھجور تو سیو بھی ہے
اللہ اللہ ہے زباں پر بیشک ✦ لیکن اک رنگ ہم مہا دیو بھی ہے
مبارک ہیں وہ لوگ جو مسلمانوں کی حیات عمرانی کو سنوارنا چاہتے ہیں
خدا جزائے خیر دے ہمارے بھائی مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب سکر ٹری
مسلم اسوسی ایشن پھلواری شریف کو جنھوں اس رستے میں قدم بڑھایا ہے
میری دعا ہے کہ یہ بیسویں صدی کے گوتم بودھا ثابت ہوں اور ان کی
خدمت قوم میں مقبول ہو ایسے لوگ کم ملتے ہیں خدا ان کو زندہ رکھے
گردوبی زبان اتنا اور کم دنیا ضروری سمجھتا ہوں کہ اتنے بڑے عظیم الشان
مقصد کے لئے ایک دو رسالے کافی نہیں ضرورت ہے کہ ایک مستقل سلسلہ
تبلیغ و اشاعت جاری کر دیا جائے۔ والسلام

کلکتہ ”امید“

۱۱ اگست ۱۹۲۲ء





آپ صفحہ ہستی پر نظر ڈالیں اور حوادث عالم کا مطالعہ کریں انقلاب
 ام کے مسئلہ پر غور کریں اقوام کے ارتقا و تنزل کے اسباب کی تلاش
 کریں تو یہ حقیقت بالکل آشکارا ہو جائے گی کہ وہ اسباب جو ان کی ترقی
 کے وقت تھے وہ ان میں تنزل اور انحطاط کے وقت باقی نہ رہے
 جن اصول پر ان اقوام کے اسلاف عاقل تھے اور ان کو اپنا مایہ افتخار
 سمجھتے تھے ان کو اخلاف نے چھوڑ دیا۔ اور انہیں باتوں میں کشر شان سمجھنے
 لگے، اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ارتقا کے عوض تنزل ہو، آفتاب
 اقبال کی بجائے ظلمت کدہ ادا بار آئے اور ہدایت کی روشنی کی جگہ
 ضدلت و گمراہی کی تاریکی ہو، فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ
 أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ عَذَابًا

انہیں اصولِ مسلمہ کے مطابق مسلمانوں کی ترقی اور تنزل کے اسباب پر غور کرو جب مسلمانوں میں باہمی قومی انفریق نہ تھا۔ نسلی امتیاز نہ تھا عربی و عجمی کا جھگڑا نہ تھا۔ مناط فضل فقط ذاتی جو ہر تھا۔ شرافت کوئی میراثِ آبائی نہ تھی مدار بزرگی، علم و تقویٰ تھا نہ کہ محض خاندان و نسب اُن کا دستور

العلّٰی قرآن کریم کی یہ منادی تھی **بَايِهَآ النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَى وَاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَاۗئِلَ لِنَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ**۔ اس وقت مسلمانوں کی اقبال مندی کا آفتاب

سارے عالم کو اپنی شعاعوں سے منور کر رہا تھا۔ ان کی شوکت و مکنّت اور سطوت و ہیبت کا ڈنکا بج رہا تھا۔ ان کا تمدن تمام جہان کے تمدن سے فائق تھا ان کی تہذیب ساری دنیا کی تہذیب سے بہتر تھی۔

ان کی حکومتیں راست بازی، عدالت قانون پر مبنی تھیں ان کی انتظامی

۱۵ (ترجمہ) اے لوگو! تم کو ہم نے ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوّا)

سے پیدا کیا۔ اور خاندانوں اور مختلف قبیلوں کی تفریق صرف اسلئے سے کہ باہمی پہچان اور تمیز کا ذریعہ ہو۔ خدا کے نزدیک سب سے بڑا بزرگ آدمی

وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو۔

بتابلیت اور حکمرانی کی لیاقت مشہور و مسلم تھی ان کے اخلاق و شمائل
بہترین سمجھے جاتے تھے ۛ

دیکھو مندرجہ بالا آیت مقدسہ اور دین فطرت کے اعلان عام میں
دنیا کے ناتے اور رشتے پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے پروردگار عالم
اس کجی اور یگانگت کا تذکرہ فرماتا ہے جس کے رو سے تمام بنی نوع
انسان ایک ہیں اس آیت سے دو باتیں مُترشح ہوتی ہیں ایک تو خاندانی
عظمت دوسرے ان کا باہمی فرق اور جداگانہ تشخص معلوم ہوتا ہے کہ یہ
دونوں امور ضروری ہیں لیکن تمام خاندان اور کنبہ کی تعریف اللہ تعالیٰ
نے مختصر الفاظ میں اس طور پر فرمادی کہ تم سب کو ہم نے ایک مرد اور ایک
عورت سے پیدا کیا۔ یعنی تمہارے خاندان کو جس قدر بھی وسعت ہو، تمہاری
نسلیں جس قدر بھی پھیلیں۔ اور تمہارے رشتے جتنے بھی وسیع ہوں سب
در اصل ایک باپ اور ایک ماں سے پیدا ہیں اور سب کی اصل اور سب کا
مرج ایک مرد اور ایک عورت ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ۛ

النَّاسُ مِنْ جِهَةِ التَّمْثَالِ أَكْفَاءُ

أَبُوهُمْ أَدَمُ وَالْأُمُّ حَوَاءُ

تمام دُنیا کے آدمی باعتبار صورت ایک دوسرے کے ہمسرہ ہیں (کیونکہ)
سب کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں *

اصل سب کی ایک ہے یہ سارے خاندان اور دنیا کی محلیف و میں
اونسلیں اس اصل کی شاخ ہیں لیکن کس قدر حسرت اور افسوس کا مقام
ہے کہ خداوند عالم کے اس فرمان عالیشان کے صریح اور صاف ہونے
پر بھی لوگ اپنی اصل سے بے خبر ہو کر قومی تشخص اور نسلی امتیاز کو اس حد تک
برتنے لگے ہیں کہ ایک دوسرے سے بیگانہ ہو گئے اور وہ باہمی یک جہتی
اور ہمہ ردی جو ساری ترقیوں کا راز ہے مفقود ہو گئی *
دوسری جگہ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے -

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ
وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ يَعْنِي اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے
تم کو ایک جان سے پیدا کیا۔ اور اُسی سے اس کا جوڑا بنایا۔ اور
پھر ان دونوں سے کثیر در کثیر مردوں اور عورتوں کو بنایا ۵
بنی آدم اعضاء یکدیگر اند * کہ در آفرینش زیک جو ہر اند



توں کو محو و سہو کر کے خاندانی بازو افتخار کا کلمہ
 رخسار و رخوت اس عذتک پہنچ گئی کہ معاذ اللہ یہ تو
 معلوم ہی نہیں ہوتا کہ یہ دونوں تنفادات المراتب گروہ ایک ہی
 آدم کی اولاد ہیں ۔

لطیفہ ہے کہ ایک صاحب اپنے خاندان کی صفت اس طور پر کر رہے
 تھے گویا دنیا میں کوئی اس صفت کا خاندان نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے ۔
 ایک نوجوان جو بڑا حاضر جواب تھا مخاطب ہوا اور پوچھا حضرت آپ
 کس کی اولاد سے ہیں ۔ انھوں نے اپنے خاندان کے ایک بزرگ کا
 نام بتا دیا اس کے بعد ان بزرگ نے نوجوان شخص سے دریافت کیا
 کہ آپ کس خاندان سے ہیں ۔ اس نے جواب دیا کہ میں علیہ السلام
 کے بھائی کی اولاد سے ہوں انھوں نے تعجب سے دریافت کیا ۔ کہ
 حضرت آدم کے بھائی کون تھے اس پر نوجوان نے طیش میں آکر کہا کہ جب
 حضرت آدم علیہ السلام کے کوئی بھائی نہ تھے اور سب ان ہی کی نسل سے ہیں
 تو یہ غور کیوں ہے کہ میں فلاں کی اولاد سے ہوں ۔

خاندان یا کنبہ اسلئے نہیں بنائے گئے ہیں کہ ایک دوسرے کو نفرت کی



نگاہ سے دیکھے اور کم ذات کہے۔ بلکہ اس لئے بنائے گئے کہ آپس میں
محبت بڑھے ایک دوسرے کے وقت پر کام آوے
دنیا دی کار و بار آسانی اور اچھی طرح چلا سکیں *

مقدمہ تاریخ ابن خلدون (جلد اول) میں لکھا ہے۔

”روحی فداہ جناب شاریع علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تعملوا من“

”و النسا بکم ما تقبلون بہ اسرا حاکم یعنی نسب کا فائدہ ہے“

”قرابت جو صلہ رحم و شفقت خاندانی پر مجبور کرتی ہے۔ اور ضرورت“

”کے وقت حمایت و نصرت پر اقارب کو آمادہ کر دیتی ہے رہا اس“

”زیادہ نسب کا خیال وہ بالکل فضول ہے کیونکہ نسب مورثیہ“

”و میں سے ہے جس کی کچھ حقیقت ہی نہیں اس سے جو کچھ فائدہ“

”و مقرب ہو سکتا ہے وہ صلہ رحم و شفقت ہی ہے۔ اس لئے نسب کا“

”علم محض صلہ رحم کے لئے ہونا چاہیے۔ نہ کہ فخر و مباہات وغیرہ کیلئے“

تم غور کرو تو معلوم ہو جائے گا کہ درحقیقت اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے،

جس نے ذات پات کی قید کو رد نہیں رکھا۔ اسلام کا قانون ہے کہ کل بنی

آدم خواہ گورے ہوں یا کالے، غریب ہوں یا امیر، قوی ہوں یا کمزور،

شیخ ہوں یا سید مغل ہوں یا پٹھان، یا اور کوئی ہوں سب برابر ہیں اور تمام انسان یکساں حقوق رکھتے ہیں۔ پیدائشی طور پر کسی انسان کو دوسرے انسان پر محض خاندان یا قوم کی وجہ سے کوئی فضیلت و برتری حاصل نہیں۔ دربار خداوندی میں قوت یا عالی خاندانی کوئی چیز کام نہیں آتی۔ ہاں وہاں بھی لوگوں کو فوجیت سے ہٹا کر کن لوگوں کو؟ اُن لوگوں کو نہیں جو عالی خاندان ہیں۔ وہاں فوقیت اُن لوگوں کو دی جائے گی جو پرہیزگار ہیں جو خدا اور اس کے رسول کی باتوں پر عمل کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ خدا تعالیٰ فرماتا ہے تم میں سے زیادہ مقرب بارگاہ الہی میں وہی ہوگا جو زیادہ متقی ہو گا۔

صرف نسب بغیر عمل صالح وہاں کوئی کام نہیں آئے گا۔
تقرب کی ہر گز خواہش تو کچھ اعمال صالحہ کر۔

وہاں مذہب کے جھگڑے ہیں نہ تو میں نہ ذاتیں ہیں
فَاِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ قُلًا لَا نَسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُوْنَ
(یعنی) قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو اس دن نہ آپس کی

رشتہ داریاں باقی رہیں گی نہ لوگ ایک دوسرے کی بات
پوچھیں گے یہ

حشر کے دن ذات پات کا علاقہ جاتا رہے گا ایک کو دوسرے کا
کچھ لحاظ نہ ہوگا اور نہ کسی کو کسی کا کچھ علم۔ ہر شخص کو اپنی اپنی فکر
ہوگی یہ

خدائے تعالیٰ نے اپنے احکام کی تعمیل میں کل لوگوں چاہے وہ کسی
خاندان سے ہوں مساوی رکھا ہے۔ خواہ وہ احکام دنیاوی ہوں،
یا اخروی تم خوب یاد رکھو کہ مذہب اسلام نے اپنے ان ارکان میں جنہر
اسلام کا دار و مدار ہے۔ مساوات کی تعلیم دی۔ یا یوں سمجھو کہ بنا ہی سکی
مساوات پر رکھی گئی ہے دیکھو کہ نماز کے وقت ایک ہی صف میں امیر
کبیر غریب فقیر، قیر بادشاہ عالم، مہنل جاہل رُوحی۔ رُئی چینی، جاپانی
سب مل جل کر کھڑے سے کندھا بلا کر برابر کھڑے ہوتے ہیں ایک شہنشاہ کی
یہ مجال نہیں کہ فقیر مغلس کو الگ کر دے۔ یا اس سے ایک قدم بڑھ کر
کھڑا ہو سب ایک طور سے ایک حالت کے ایک طرز سے ایک اداس سے
کھڑے ہوتے ہیں کسی پر کسی کو فضیلت نہیں اسی واسطے رسول کریم صلم

بار بار ارشاد فرماتے تھے سَقُّوا صُفُوٰكُم فَاِنَّ تَسْقِيَةً الصُّفُوٰفِ مِنْ اَقَامَةِ
الصَّلٰوةِ صُفُوٰفِ کو برابر رکھو کیونکہ اقامت صلوٰۃ صُفُوٰفِ کی مساوات اور
برابری کو بھی شامل ہے (بخاری)

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز قبلہ رو ہو کے زمین بوس ہوئی تو مچ جائے
ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمودیاز نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نوا
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے

تیزی سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

اسی طور پر حج میں اطراف عالم سے لوگ آکر ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں امیر غریب
بادشاہ - فقیر - ہر رنگ ہر مذاق - ہر ملک - ہر عمدہ اور ہر منصب کے لوگ
ایک ہی طرز کا لباس پہنے ہوئے حالت احرام میں نظر آتے ہیں اس میں امیر
غریب - فقیر - حقیر - دلیل کترین کسی کا فرق نہیں رہتا۔ اور مساوات کی حقیقی
تصویر نظر آ جاتی ہے اسی طور پر روزہ ہے ہر امیر فقیر راجا پر جا ایک ہی طرز
بھوکا پیاسا رہتا ہے۔ کسی امیر پر امارت کی وجہ سے روزہ معاف نہیں
ہو سکتا۔ نہ کسی بادشاہ کی بادشاہت اس کو اُس بھوک اور پیاس سے
روک سکتی ہے عرض اسلام کے کل ارکان میں ”مساوات“ کی تعلیم موجود ہے۔

اسلام کا فیضان صرف قریش ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ ہمارے آقاؐ
 نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے تھے، ورحمۃ
 ارسلناک الا لرحمۃ للعالمین ۵

پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ اسلام کی رحمت صرف بڑے بڑے خاندانوں تک
 محدود رہ جاتی قیامت کے دن آقاؐ اور غلام دونوں ایک ہی صف میں سب سے
 بستہ کھڑے ہوں گے۔ وہاں نہ آقاؐ دیکھا جائے گا نہ غلام بلکہ بعض حالتوں
 میں غلام کا درجہ آقاؐ سے کہیں زیادہ ہو گا ۵

صوبہ بہار کے سب سے بڑے بزرگ اور مبارک انسان حضرت محمد م
 بہاری رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں ۵

شرفا گو رہیادنی اورنت اندھیاری رات ۵

وہاں نہ پوچھے کوئی بھی کہ کیا تمہاری ذات

اور ایک دوسرے بزرگ کا قول ہے ۵

ذات پات نہ پوچھے کوئی ۵ ہر کوئے سوہر کا ہوئی ۵

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

الکرم التقویٰ (ترمذی، بزرگی اور بڑائی صرف تقویٰ حسن عمل پر

لَيْسَ لِأَحَدٍ عَلَى أَحَدٍ فَضْلٌ إِلَّا لِمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ (مشکوٰۃ) کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں۔ اگر ہے تو دین اور تقویٰ سے ہے ۵
 حرمت نفس مساوات و اخوت عدل و رحم و چشمہ توحید سے یہ پنج دریا ہیں روا
 ایہا الناس اکرم واشرف ہر تم میں متقی ۴ ہے حبشہ امتیاز ابن فلاں ابن فلاں
 اگر کوئی غریب فرقہ ہے تو اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ وہ خدا کے
 آگے بھی غریبے نہیں نہیں وہ اس ناچیز اور فانی دنیا میں اگرچہ غریب ہے
 اگر اس کی ظاہری صورت نفرت دلائی والی ہے اُس کا لباس اگرچہ
 معمولی ہے اس کی غذا پلاؤ اور قلیا نہیں مگر یاد رکھو کہ خدا کے دربار میں
 جہاں قومی امتیاز کا نام و نشان بھی نہیں اس کا رتبہ بہت بڑا
 ہو سکتا ہے ۵

فقیر ظاہر ہیں کہ حافظ را ۴ سینہ گنجینہ محبت دوست
 ایک مرتبہ حضور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امرائے قریش سے گفتگو
 فرما رہے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم تشریف لائے تو حضور کو
 بمقتضائے بشریت یہ خیال پیدا ہوا کہ اس وقت جب کہ رؤسائے قریش
 جمع ہیں یہ کیوں آئے اس کے بعد فوراً جناب الہی نے درجی کے ذریعہ

عقاب آمیز خطاب کیا ❖

اس کے بعد سے ان کو دیکھ کر حضور فرمایا کرتے تھے کہ یہ وہ ہیں جنکی

وجہ سے مجھ پر عقاب ہوا ہے ❖

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے **كُلُّكُمْ بَنُو آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ**

ترجمہ۔ تم سب کے سب آدم کی اولاد سے ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے (یعنی

تم سب باعتبار خلقت برابر ہو) ❖

اگر ایک چار کلمہ پاک پڑھ کر اسلام قبول کر لے تو کیا تم اس کو پنج قوم انکر

الگ ہٹا دو گے نہیں تمہیں اسلام ہرگز اس کو اجازت نہیں دیتا کہ تم ایسا

کر و اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ تمہارے حلقہ میں جو آئے تمہارا بھائی ہے دیکھو

کلام ربانی **لَا تَمْنَا الْيَهُودَ وَلَا النَّصَارَةَ سِبْيَانُ** والے بھائی بھائی ہیں۔

اور دیکھو ہمارے آقا صلعم کیا فرماتے ہیں **الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا**

يَخْنِئُ لَهُ ❖ یعنی ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ایک دوسرے کو

ذلیل نہ سمجھے ❖

کلمہ پاک کی پیائے سعادت تھے کہ ہر ناپاک کو پاک اور خراب کو اچھا بنا دیتا

ہے یعنی کوئی کیسا ہی چھوٹے اور معمولی طبقہ کا ہو مگر وہ کلمہ پاک دل سے

پڑھتا ہے تو وہ سب مسلمانوں کا بھائی ہو جاتا ہے پھر تم کو کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ تم اس کو کم ذات، یا کمینہ، کہو مولانا حالی نے کیا خوب

فرمایا ہے ۵

بل گیا جو ہم میں آکر پھر نہ تھے ہم پوچھتے

روم ہے یا ترک، ارمن، ہے عرب یا عجم

ہلت بیضائے قوموں کی مٹادی تھی قیسز

تھے بلال و جعفر و سلمان، برابر محترم

ایک نکت میں غوث کے تھے سب ڈوبے ہوئے

اسودہ احمر جو تھے اسلام کے زیرِ علم

ایک زمانہ ایسا بھی تھا کہ آدمیوں (غلاموں) کی تجارت مانند بھیڑ

بکریوں کے ہو ا کرتی تھی کتابوں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اُس وقت

ان غریب غلاموں کی کیا حالت تھی ان کو کس طرح تکلیفیں دی جاتی تھیں

صرف اتنا کہنا کافی ہو گا کہ ان کے ساتھ جانوروں کی طرح سلوک کیا جاتا

تھا حضرت صلعم نے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ کا اعلان کر کے غلاموں کی طرح

حالت بدلنے کی کوشش کی طرح طرح کے طریقے انہیں آزاد کرنے کے

نکالے مثلاً قسم دروزہ کے کفاروں میں حضور انورؐ نے غلاموں کے بایں حکم دیا جو تم کھاتے ہو وہی ان کو کھلاؤ۔ جیسا تم پینتے ہو وہی پیا ہی انہیں۔ پیناؤ اگر وہ کوئی قصور کریں تو اگر معاف نہیں کر سکتے تو فروخت کر دو کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور انہیں ایذا نہیں دینی چاہیے۔ یاد رکھو کہ تم سب بھائی بھائی ہو تم سب مساوی ہو۔

یہ اعلان اس وقت کا ہے جب مغرب والوں کو ان باتوں کا خیال بھی نہ تھا۔

مسلمان غلاموں اور لونڈیوں کے ساتھ سلوک مثل اولاد کے کرتے تھے یہاں آزادی اور مساوات کے فرضی افسانے نہ تھے بلکہ حقیقی معنوں میں آقا اور غلاموں میں ہمسری اور مساوات تھی ایک اونٹ پر آدھا راستہ اگر آقا چلتا ہے تو آدھا راستہ غلام طے کرتا ہے۔ دراصل یہ اسلام کی واضح ترین خصوصیت ہے کہ اس کی نظر میں آقا اور غلام کا ایک مرتبہ ہے نہ ان میں کوئی تفاوت ہے نہ امتیاز۔ کلام اللہ کی تعلیم سے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے مسلمان بھائی بھائی ہیں صرف ایک ہی چیز ہے جس سے انسان کی باہمی رتبوں میں تفریق ہو سکتی ہے یعنی تقویٰ اور حسن عمل۔

پس تمام بزرگی اور عظمت کا انحصار اسی پر ہے ہی میاں ہے اسکے سوا کسی شخص کو کوئی فوقیت حاصل نہیں مختلف قوموں اور نسلوں اور مذہبوں میں ایک اخوت کا رشتہ قائم کر دینا اسلام سے پیشہ دنیا میں کہیں نہیں دیکھا گیا تھا اسلام کی امتیازی خصوصیت ہے کہ اس نے نسلی اور قومی تفریق کو مٹا کر سب کو دائرہ اسلام میں داخل کر کے بھائی بنا دیا ۛ

یہ مساوات ہی کا کرشمہ ہے کہ سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حبشی غلام تھے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکی بزرگی کا لحاظ کر کے فرماتے بلال سیدنا و مولیٰ سیدنا یعنی بلال ہمارے آقا ہیں اور ہمارے آقا کے غلام ہیں۔ آج تیرہ سو سال گزر گئے مگر مسلمانوں دلوں میں جیسی عزت اور احترام اس غلام کی ہے وہ انظر من لشمس ہے اور ہر مسلمان دیندار آپ کا غلام بننا فرما سکتا ہے ۛ

بلال اور صہیب رومی وغیرہ جو آزاد شدہ غلام تھے اور جنکے نام سر دراز قریش کے پہلو بہ پہلو ہیں ان کے متعلق ہم کیا جانتے ہیں ؟ ان کے خاندان کا ہمیں کیا پتہ ہے ؟ ہم صرف اسی قدر جانتے ہیں کہ وہ مسلمان تھے اور بس ۛ

فتح مکہ کے دن حضور صلعم نے حضرت بلالؓ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دے تو بعض حضرات حضرت بلالؓ کے نسب پر طعنہ زن ہو کر کہنے لگے کہ کیا آنحضرتؐ کو اس کوٹے کے سوا اور کوئی شخص نہیں ملا تھا جو اذان کے لئے اس کو چڑھا دیا۔ یہ سن کر حضورؐ نے فرمایا اگر ایک حبشی غلام بھی تم پر ایسا بنا دیا جائے اور حق کے ساتھ تم پر حکومت کرے تو اس کی متابعداری کرو۔

اسلامی مساوات کو دیکھو حضرت بلال کا انتقال ہوتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر افسوس کرتے ہیں کہ آج ہمارا آقا اس دُنیا سے چل بسا۔

علامہ شبلیؒ فرماتے ہیں ۵

عمر فاروق میں جس دن کہ ہوئی انکی دستا

یہ کسا حضرت فاروق نے باد میں تر

اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا آقا

اُٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبرؐ

حضور صلعم بار بار فرماتے تھے اسمعوا واطيعوا وان استعمل

علیکم عید حبشی کانت راستہ زبیبہ (صحیح بخاری و مسلم) اگر ایک
حقیر صورت چھوٹے سروال حبشی غلام بھی تمہارا امیر بنا دیا جائے تو چاہیے
کہ اس کی سنو اور اطاعت کرو۔

وَلَوْ اسْتَعْلٰ عَلَیْکُمْ عَبْدٌ یَّقُوْدُ کُمْ بَکِتَابِ اللّٰهِ اسْمَعُوا اطِيعُوا
اگر کوئی غلام بھی تم پر امیر بنا دیا جائے اور وہ کتاب اللہ کے ساتھ تم پر
حکومت کرے تو اس کی سنو اور اطاعت کرو (مسلم)

حضرت عمرؓ صیبؓ رومی کو دیکھتے تو فرماتے نعم العبد صہیبؓ
لَوْ لَمْ یَخْفِ اللّٰهُ لَهْ یُعَمِّمُ صَیْبُ اللّٰهِ کَانِکَ بِنْدَہٗ اَکْرَفُ
عذاب نہ ہوتا جب بھی اس کی فطرت یہی رہتا نہیں ہوتی۔

حضرت سلمان فارسی کو (جو فارسی غلام تھے حضرت علیؓ علیہ السلام
فرماتے سلیمان، من اهل النبۃ) سلمان تم اہل بیتؑ میں،

امیر المؤمنین حضرت علیؓ فاروقی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ایک رومی
غلام سیدنا صیبؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا ہی تھی۔

حضرت امام حسن بصریؒ بن کو الحدیث، فقہاء، اہل تصوف سب ہی
اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں آپ کی والدہ ماجدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی

غرض ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ذاتِ پات کوئی چیز نہیں، اصلی
 وقارِ علم اخلاق اور تقویٰ کا ہے ❖ ۵
 بندہ عشتِ شادی ترکِ نسب کن جامی

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست
 اسی واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
 خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقَهُوْا یعنی وہ لوگ جو جاہلیت میں شریعت
 اور سزا رکنے جاتے تھے اگر وہ علم حاصل کر لیں تو اب بھی اسلام میں شریف
 اور خیار ہی رہیں گے ❖

شرع اسلام میں اکثر وہ سردار جنکے دماغ میں تجربہ بھرا ہوا تھا حضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے یہ کہا کرتے تھے کہ ہم کو دائرہ اسلام میں
 شریک ہونے میں کوئی عذر نہیں مگر یہ بات ہرگز ہرگز ہم کو اور ہمارے
 ہم خیال و لگو نہیں لگتی کہ غیب اور امیر میں کوئی فرق نہیں تمہاری سوائی
 میں کم درجہ اور کمینے لوگ بیٹھا کرتے ہیں یہ مشکل ہے کہ ان کے ساتھ
 ہم لوگ بھی بیٹھا کریں اس پر یہ آیت اتری وَلَا تَقْرُؤْ اِلَّا الَّذِ

يَذْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ (اور نہ ہٹاؤ
لپنے پاس سے ان لوگوں کو جو صبح و شام لپنے پر درگاہ دعا کرتے ہیں اور
رضامندی اس کی چاہتے ہیں)۔

درہل اسلامی مساوات کی عجیب شان ہے، ذیل کے مکالمہ سے معلوم
ہوگا کہ اسلامی دنیا میں غلاموں کی کیا حالت تھی۔ اور ان کو کس طرح
مساوی حقوق دیئے جاتے تھے؟

زہری کہتے ہیں کہ میں عبد الملک بن مروان کے پاس پہنچا تو اس نے
مجھ سے پوچھا کہ زہری! تم کہاں سے آتے ہو؟

سہری۔ مکہ سے۔

عبد الملک: تم نے وہاں کس کو سراپیشوا بچو؟ ع۔ اہل الدینۃ والروایۃ یعنی ان سینو
نہری۔ عطا بن ربیع کو۔ بلاشبہ اہل دین و اہل روایت ترو۔

ع۔ عطا بن ربیع عربیہ یا غلام عجی؟ سرداری کے لائق ہیں۔

نہ۔ غلاموں میں سے ہیں۔ ع۔ یمن کا سردار کون ہے؟

ع۔ عطا غلام ہو کر سردار و پیشوا کیونکر ہو گیا۔ نہ۔ طاؤس بن کنسان ہیں۔

نہ۔ بالذینۃ والروایۃ دینداری اور ع۔ عرب ہیں یا عجی (غلام)؟

نہ۔ عجی غلام - نہ۔ میمون بن مهران کے۔

ع۔ غلام سردار پیشوا لونکا کیو کر رہا ہے۔ ع۔ میمون غلام ہے یا عوب

نہ۔ جسو جے عطا بن رباح سردار پیشوا ہو کر رہا ہے۔ ع۔ غلام ہیں۔

ع۔ ضرور ایسا ہی مناسبت ہے۔ ع۔ خراسان لونکا سردار کون ہے؟

ع۔ زہری! ضرور لونکا سردار و پیشوا کون ہے۔ نہ۔ ضحاک۔

نہ۔ یزید بن حبیب۔ ع۔ ضحاک عوب ہیں یا غلام۔

ع۔ یزید بن حبیب عربی، یا غلام عجی؟ نہ۔ غلام ہیں۔

نہ۔ غلام ہیں۔ ع۔ اہل بصرہ سردار و پیشوا کون ہے؟

ع۔ اور شام و لونکا پیشوا کون ہے؟ نہ۔ حسن بن ابی اسن ہیں۔

نہ۔ کھول ہیں۔ ع۔ غلام ہے یا عوب۔

ع۔ غلام ہیں یا عوب۔ نہ۔ غلام ہیں۔

نہ۔ غلام ہیں۔ نو بی قوم سے قبیلہ۔ ع۔ کوفہ کی سرداری کس کے رہے ہے

ہزیل کی ایک عورت نے انہیں آزاد نہ ابراہیم بنی کے۔

کیا تھا۔ ع۔ عوب ہیں یا غلام۔

ع۔ اہل جزیرہ کی سرداری کس کے رہے ہے۔ نہ۔ غلام ہیں۔

ع۔ دیگ لک۔ اے زہری! تم نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔ خدا کی قسم
عرب کی سرداری کا سہرا غلاموں کے سر رہا اور غلام لوگ عرب کے
پیشوا اور سردار بن گئے۔ یہاں تک کہ انھیں کے خطبے مبروں پر پڑھے جاتے ہیں
اور عرب نیچے رہتے ہیں۔

نہ۔ نعم یا امیر المؤمنین! اذا ہوا امر اودینہ من حفظہ سادہ
من ضیع سقط (یعنی ہاں اے امیر المؤمنین یہ اللہ کا حکم اور اس کا
دین ہے۔ جو حفاظت کرے گا سردار و پیشوا ہو گا۔ اور جو ضائع کر لیگا
گر جائے گا۔)

۱۔ امیر کا رسالت مآب سے پہلے عرب اپنے آپ کو تمام قوموں سے شریف
تر خیال کرتے تھے۔ اور اس پر بہت سختی سے پابند تھے یہاں تک کہ مکبر یوں
اور اڈنٹوں کا چرنے والا بھی خود کو قیصر و کسریٰ پر نسی و خاندانی
مقابلہ میں ترجیح دیا کرتا تھا۔ تمام عرب غور و نسل و خاندان کے نشہ میں
بدمست تھا۔ اسلام نے سب سے پہلے اس قومی امتیاز کو اٹھانے کی فحری
اور تجسیم دی کہ خاندانی غور بالکل فضول ہے تم کو تمہارے عمل کے
مطابق فضیلت دیجائے گی۔ اگر تم میں پرہیزگاری اور تقویٰ ہے۔

تو تم سبھوں سے فضل ہو۔ اور اگر تم میں یہ باتیں نہیں ہیں تو تمہاری
حقیقت اسلام میں کچھ بھی نہیں اور تمہارا عالی ہونا کوئی کام نہ آئے گا
مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ط وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَرَهُ ۝ جو شخص ذرہ برابر بھی بھلائی کرے گا وہ اسے پایگا اور جو
شخص ذرہ برابر بھی بُرائی کرے گا وہ اسے بھگتے گا۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک قوم ترقی کرتی ہے اور جب اس میں پوری
طاقت آجاتی ہے تو قومی نخوت اثر کے بغیر نہیں رہتی جیسا کہ اوپر ذکر
کیا گیا ہے۔ عرب میں قومی امتیاز کا بڑا خیال تھا۔ لیکن جب اسلام نے
ترقی کی تو بجائے اسکے کہ اس میں اور ترقی ہو۔ الٹا اثر پڑا اور عرب اس
بات میں بہت نرم ہو گئے وہ لوگ جو کل تک قبائل یثرب کے شرفاء کو اس
قابل بھی نہیں سمجھتے تھے کہ بدر کی لڑائی میں ان سے مقابلہ کریں آج وہ
غلاموں کی سرداری مان لینے میں ذرا پس و پیش نہیں کرتے۔
مسلمانوں کی ترقی کے زمانہ میں قومی امتیاز کا مٹنا اور تمام مسلمانوں
ساتھ اخوت اسلامی کا مساوی درجہ پر قائم رکھنا وہ قومی شعار اور
اپنی ترقی کا سب سے بڑا زینہ خال کرتے تھے۔ اور حقیقت اس کی

ترقی کا راز بھی یہی تھا اس مساوات کی تعلیم نے اسلام کے پھیلانے میں بڑی مدد دی تھی۔ لیکن افسوس کہ آج کل ہندوستان میں مسلمانوں نے بھی ہندوؤں کے دیکھا دیجی اپنی قوم کو ایک طور پر تقسیم کر دیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ اسلام قومی امتیاز کو مٹانے آیا تھا۔ اب مسلمانوں میں شریف اور ذلیل کی شاخیں پھوٹ نکلیں اور اس کی تشریح یہ کی جاتی ہے۔ کہ شرفاؤہ ہیں جو سید شیخ ہوں اور کسان جو لاہے وغیرہ یعنی اہل فخر کم ذات ہیں شرافت اور رذالت یہ دونو الفاظ ہیں جو بکثرت استعمال کئے جاتے ہیں اور ایک قوم دوسری قوم کو بات بات پر ذلیل کہنے لگتی ہے شرافت کے معنی یہی سمجھے جاتے ہیں کہ عالی خاندان ہونا چاہیئے۔ چاہے حرکات کیسے ہی خراب ہوں ایک شخص عالی خاندان ہونے کا فخر کرتا ہے مگر نہ اس کے اخلاق ہی اچھے ہیں اور نہ پابندی مذہب سے اس کو کچھ سروکار۔ دن رات شراب و کباب میں مشغول رہتا ہے مگر چہر بھی جب کسی سے کوئی بات ہوتی ہے تو کہتا ہے میں شریف ہوں کیا شرافت کے معنی یہی ہیں؟ ایک دہ شخص جو چھوٹے طبقے کا ہے اور اس کے اخلاق اور اس کے حرکات کیسے ہی اچھے ہوں وہ ہزار

متقی اور پرہیزگار ہو مگر پھر بھی وہ کم ذات کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہو
 سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ حضرات اپنے نسب پر کیوں فخر کرتے ہیں ؟ کسی نے کیا
 خوب کہا ہے ۵

آنا لکھ فخر خویش با جداد می کنند

چوں سگ با ستواں دل خود شاد می کنند

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں ۵۔

أَيُّهَا الْفَاحِشُ جَهْلًا بِالنَّسَبِ إِمَّا النَّاسُ لَا يُرَوِّدُ لَابُ
 لے جہالت سے اپنے نسب پر فخر کرنے والے (ذرا غور تو کر) کہ سب کے
 سب انسان ماں باپ ہی سے تو پیدا ہیں ۵

هَلْ تَرَى هُمْ خُلِقُوا مِنْ فِضَّةٍ أَمْ حَدِيدٍ أَمْ عَائِنٍ أَمْ خُضْبٍ
 (کیا ان میں سے تو کسی کو) سونے، چاندی یا تانبے تو ہونے کا بنا ہوا
 دیکھتا ہے ؟

هَلْ تَرَى هُمْ خُلِقُوا مِنْ فِضَّةٍ أَمْ حَدِيدٍ أَمْ عَائِنٍ أَمْ خُضْبٍ
 کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ لوگ اپنے مال کی وجہ سے آدمی بن گئے ہیں (دیکھو
 تو سہی) بجز گوشت، پوست، ہڈی اور پٹھوں کے ہے کیا ؟

إِنَّمَا الْفَخْرُ لِعَقْلِ سَنَاطٍ ۝ وَحَيَاءٍ وَعِفَافٍ وَآدَبٍ

صرف عقل سلیم حیا، و پرہیزگاری اور ادب پہ چیزیں قابل
فخر ہیں۔

شمس العلیاء حضرت مولانا حافظ ندیر احمد صاحب دہلوی اپنی
کتاب بنات النعش میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

”جو جن لوگوں سے ذاتیں چلیں وہ بڑی نود کے لوگ تھے اور اپنے
”گروہ میں سر دار تھے اگر فخر کریں تو وہ لوگ اور یوں تو ذات
”پر فخر برابر پڑتا آیا ہے۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں گزرا کہ اُس میں لوگ
”بے شیخی خود بے بند رہے ہوں جب لیاقت والے بزرگ مر گئے۔
”جس کا نام تھا اُن کی اولاد میں کوئی نام نود والا ہوا نہیں اب
”جو فخر کریں تو کس بات پر۔ بچا رہے مردوں ہی کی ہڈیوں کو پرکے
”بچھوڑ رہے ہیں۔“

شرافت انسانی کی عزت عقلمندوں کے نزدیک کچھ بھی نہیں۔ ارباب
دانش ایک منٹ کے لئے جی اس بات کو گوارا نہیں کر سکتے کیا نسب
فردی کی دکان سنوار کر دنیا میں عزت حاصل کی جائے۔ عام لوگ اور خاص

لوگ بھی اس شرافت نسی کا فخر کرتے ہیں اور شرافت نسی کے ذریعہ سے
اپنی عزت حاصل کرنا چاہتے ہیں ❖

آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کا قصہ مشہور ہے۔
جب دونوں نے اللہ کی درگاہ میں نیازیں چڑھائیں تو صرف ہابیل کی
نیاز قبول ہوئی ❖

کنعان بہت بڑے پیغمبر سیدنا حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا تھا۔ مگر
اللہ تعالیٰ نے اس کو نا اہل فرمایا جب طوفان میں یہ غرق ہو رہا تھا۔ تو
سیدنا نوح علیہ السلام نے اس کی حفاظت کے لئے خدا سے دعا کی جو آ
ملائکہ لبیس من اہلک یعنی علی غیر صالح کے باعث وہ تمہارے
اہل سے خارج ہو گیا ۵

چوں کنعاں را طبیعتے بہز نوڈ ❖ پیمبر زادگی قدرش نہ افروڈ
پسر نوح با بداں بہ نشت ❖ خاندان بنوئش گم شد
آذوبت ترشش کے فرزند سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے مگر پشتہ خدا کی
درگاہ میں کوئی کام نہیں آئے گا ❖

سیدنا لوط علیہ السلام کی قوم پر جب عذاب نازل ہونے والا تھا خدا کے

حکم سے ٹوٹ علیہ السلام مع اہل و عیال اُس شہر سے روانہ ہوئے مگر آپ کی بیوی علالت کی وجہ سے آپ کے ساتھ نہ گئی اور اس پر عذاب نازل ہوا۔ ابولہب جو رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ جسکے خاندان سے بڑھکر عرب میں کوئی خاندان نہیں تھا۔ لیکن ہر مسلمان کا اس پر ایمان ہے کہ شرافت انہی قیامت کے دن اُس کے کوئی کام نہ آئے گی۔

اسلام ایک عام اخوت میں دنیا کی تمام قوموں کو شامل کر رہا تھا۔ یہ کیونکر ممکن تھا کہ اس قسم کے تفرقہ مسلمانوں میں قائم رکھتا۔ ہاں اسلام شرافت کا خیال کرتا ہے مگر کوئی شرافت؟ صرف دین کی جسکے اندر سب لوگ شریک ہو سکتے ہیں اسلام نے برابر اسکو بُری نگاہ سے دیکھا۔ کہ شرافت آبائی و رثاء کے ساتھ وابستہ رہے۔

جب یہ آیت اُتری کہ **وَأَنذِرْ رَعِيَّتِي تَكَ الْآقَرَبِينَ** (یعنی، اے حبیب! اپنے بھائی بند کو عذاب الہی سے ڈرا دیجئے۔ تو سرکارِ عالم یوں منادی کرنے لگے۔

اے بنی عبد مناف! اے بنی عبد المطلب! اے فاطمہ بنت محمد! اے صفیہ

بنت بعد المطلب! تم اپنی جانوں کو خدا کے عذاب سے بچاؤ۔ میں خدا کے
مقابلہ میں تم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ میرے مال میں سے جو چاہو اور
جتنا چاہو مانگ سکتے ہو مگر یہ خوب جان لو کہ قیامت کے دن میرے
عزیز وہی لوگ ہونگے جو دنیا میں خدا سے ڈرتے رہتے ہیں اور تم
باوجود اس رشتہ داری کے میرے عزیز نہیں ہو گے۔ لوگ میرے پاس
نیکیاں لے کر آئینگے اور تم اپنے سروں پر دنیا کا بوجھ اٹھا کر لڑو گے
پھر میرا نام لے کر بار بار پکاؤ گے تم کہو گے کہ اے محمد ہم فلاں کے بیٹے
ہیں۔ میں کہوں گا کہ تمہارا خاندان تو معلوم ہوا مگر تمہارے اعمال
کہاں ہیں؟ جب تم نے خدا کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا تھا۔ تو
اب جاؤ میرے اور تمہارے درمیان کوئی رشتہ نہیں ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ نَبِيَّكُمْ
وَاحِدٌ اِنَّ اَبَاءَكُمْ وَاحِدٌ وَاِنَّهُ لَا فَصْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ
وَلَا اَحْمَآءَ عَلٰى اَسْوَدٍ اِلَّا يَآئِقُوْهُمُ الْاَهْلُ بَلَّغْتُ (یعنی)
خوب جان لو کہ تمہارا نبی ایک ہے۔ اور تمہارا باپ ایک ہے نہ عرب
والے کو کسی غیر ملک والے پر کچھ فضیلت ہے، اور نہ سرخ چمڑے والے کو

سیاہ چہرے والے پرہاں اگر فضیلت ہے تو پرہیزگاری کے اعتبار سے، آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے اپنا فرض تبلیغ ادا کر دیا ۛ

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے ۛ

مَنْ سَلَكَ عَلَى طَرِيقٍ يَلْقَى فَهُوَ آتِلٌ - یعنی جو میری راہ پر چلا وہ میری آل ہے ۛ

بہتیری حدیثیں اس کے متعلق ہیں چند کے ترجمے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں ۛ

دیکھو! تم عرب اور عجم کے کسی باشندے سے بہتر نہیں ہو ہاں پرہیزگار اور تقویٰ میں سبقت لے جاسکتے ہو ۛ

(مسند امام احمد بن حنبل)

لوگ خیال کرتے ہیں کہ میرے نزدیک سب سے زیادہ عزیز میرے اہل بیت ہیں حالانکہ ایسا نہیں میرے عزیز اور دوست وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہوں چاہے وہ کوئی ہوں۔ اور کہیں ہوں۔

(الطبرانی فی الکبیر)

مسلمانو! خدا نے تمہاری صورتوں پر نظر ڈالتا ہے نہ تمہارے حسب نسب

اور نہ تمہاری دولت پر۔ بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔ اور تمہارے کاموں پر نظر ڈالتا ہے۔ پھر جس کسی کا دل نیک ہوتا ہے خدا اس پر مہربان ہوتا ہے ❖

(الحکیم)

حضرت مولانا نھلوار الحق صاحب محدث پھلواری مہاجر عظیم آبادی نے اکثر کتب مجتہدہ اور روایات صحیحہ اور اقوال بزرگان سلف کا انتخاب کر کے ایک نہایت مدلل رسالہ اس موضوع پر آج سے سو اسی برس پیشتر تفہیم عوام کے لئے اردو زبان میں لکھا ہے جس کا اقتباس ذیل میں درج ہے ❖

”..... کیونکہ ذات و صفات پر فخر کرنا سخت گناہ ہے۔“
 ”بلکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ وہ کوئلہ جہنم کا ہے باوجود اسکے“
 ”وہ پھر کوئی بولے ہم سید ہیں یا شیخ یا مغل یا پیٹھان اور دوسرے“
 ”مسلمان حوفت کرنے والوں کو نظر حقارت سے دیکھتا ہے وہ شیطان“
 ”جہنمی ہے صریح مخالفت قرآن کی کرتا ہے۔ کیونکہ قرآن ناطق ہے“
 ”کہ شرافت منحصر ہے ایمان پر اور ایمان میں کسی قوم کی تخصیص نہیں“

” اور جناب “

” رسالت مآب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سید کہتے ہیں۔ “

” اس معنی کر کے کہ سب مسلمانوں کے سردار ہیں۔ نہ اس معنی کر کے “

” کہ آپ کی ذات سید تھی اور جہان کا کار و بار آپ کے تصرف میں “

” تھا۔ وَأَلْفِيَا سَيِّدَ هَاكَدَى الْبَابِ پاپا ان دونوں نے “

” زلیخا کے سید کو دروازے پاس۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ اطعنا “

” سَادَتَنَا وَكُبرَاءَنَا فَأَصْلُوْنَا السَّيِّدِلَۃ یعنی سیدوں “

” نے ہمارے اور برٹوں نے ہمارے گمراہ کیا۔ ہم کو آنحضرت “

” صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی سید بولنے کو منع فرمایا ہے “

” اخرج ابوداود عن مطرف ابن عبد الله ابن الشخير “

” قَالَ انطلقت في وفد بنى عامر الى رسول الله صلعم “

” قتلنا انس سَيِّد فقال السَّيِّدُ الله - یعنی آیا میں بھی عامر کے “

” ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے آپ سید نہیں ہمارے “

” سو فرمایا سَيِّدُ تو اللہ ہے +

”اب مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ شادی بیاہ میں کفو کا ملاحظہ کریں گرنہ ایماندار“

”خاص سے تو اُسکو اپنا کفو سمجھیں۔ اگرچہ چڑا ہی سیتا ہو۔ صاحب شکوۃ“

”پوتین بیتے سے کچھ مضائقہ نہیں اور کفر اور شرک کی پو معلوم کریں۔ تو“

”اس سے دُور بھاگیں گویا ہر میں مال داؤد اور پیرزاہ ہی ہو۔“

”.....“

”.....“

”جو لوگ کفو کے مقدمہ میں یہ حدیث پڑھتے ہیں کہ العرب بعضهم“

”اکفاء بعض والموا الی بعضہا الکفاء بعض الاحاثث و حجام“

”یہ حدیث اول تو مخالف ہے قرآن کی۔ دوم راوی کا نام گم ہے۔ سوم“

”حدیث منکر ہے چہارم سند شاید منقطع ہے و پنجم معارض اس کی دوسری“

”و حدیث ہے جس کی سند قوی ہے یعنی انکھوا باہند و لوکان حجاماً“

”رواہ ابو داؤد و پس معلوم ہوا کہ شارح کی کفایت میں نقطہ ملاحظہ کفو“

”و ایماندار کہے اور جو لوگ اپنے باب دادا کے اچھے پن پر غر کرتے ہیں۔“

”اور اپنی شرافت لوگوں پر جتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بڑے خاندانی“

”ہیں اور ہمارے بڑے ایسے تھے اور ایسے دُور فی الحقیقت گوہ کے“

” کیڑے ہیں کہ گوہ کو اپنی ناک سے کریدتے ہیں اور وہ لوگ کوئلہ جہنم کے ہیں
 ” چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن
 . النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لیتھین اقوام یتفتحنون بآبائہما الذین
 ” ما تو انما ہم فحم من جہنم و لیکون اھون علی اللہ من
 الجعل الذین ید۔ ہذا الجن اعیانہ ان اللہ قد اذھب
 ” عنکم مبیۃ الجاہلیۃ و فحشا با لآباء انما ہو من اتق
 ” او فاجی شقۃ الناس بنو ادم و ادم حلق من الثواب -
 ” رواہ الترمذی۔ یعنی روایت ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ
 ” علیہ وسلم سے فرمایا چاہیے کہ باز رہیں لوگ جو فخر کرتے ہیں اپنے مومے باپ
 ” و دادا پر مقرر ہوئے جہنم کے ہیں البتہ ذلیل زیادہ ہیں اللہ پر گواہ کے
 ” کیڑے سے جو کریدنا سے گوہ کو اپنی ناک سے بیشک اللہ لے گیا۔ تم
 ” سبے تکبر جاہلیت کا اور فخر کرنا باپ دادا پر مقرر شان یہ ہے کہ نہیں وہ
 ” مگر مومن متقی یا فاجر بد بخت سب لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم پر داد ہو
 ” در مٹی سے پس معلوم ہوا کہ فخر کرنا باپ داداوں پر نشانی ہے جہنم کی اور
 ” فخر کرنا اولاد میں داروں کے نزدیک ذلیل ہے جیسے گوہ کا کیڑا ۛ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کبھی کسی کو عذر نہ ہوا کہ اپنی لڑکیوں کی شادی نو مسلم غلاموں سے کر دیں۔ یہی لوگ اسلام کے قبل ایک قبیلہ کی لڑکی کی شادی دوسرے قبیلہ کے لڑکے سے کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں تھے لیکن اسلام کی تعلیم نے ان تمام بیجا قیود کو اٹھا دیا۔ علامہ شبلی فرماتے ہیں ۵

یا یہ حالت تھی کہ تلوار بھی تھی طالب کفو

یا مساوات کا اسلام کے پھیلا یہ اثر

بارگاہ نبوی کے جو مؤذن تھے بلال رضی

کے چکے تھے جو غلامی میں کئی سال بسر

جب یہ چاہا کہ کریں عقدِ مدینہ میں کہیں

جا کے انصار و مہاجر سے کہلایہ کھل کر

میں غلام جھنشی اور حبشی زادہ بھی ہوں

یہ بھی سن لو کہ مرے پاس نہیں دولتِ زد

ان فضائل پر مجھے خواہش تزیین بھی ہے

ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حد

گردنیں جھک کے یہ کہتی تھیں کہ دل کو منظور
 جس طرف اُس حبشی زاہ کی اٹھتی تھی نظر
 خود سردار دو عالم نے اپنی بھوپھی زاد بہن کی شادی اپنے غلام
 زید بن حارثہ سے کر دی۔ یہ کوئی معمولی بات نہ تھی بلکہ یہ وہ ہمت
 بابشان واقعہ ہے جس کا تذکرہ قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔ یہ ہے
 مساوات کی اصلی تعلیم ۛ



ایک دلچسپ مضمون ”معیار قومیت“ مسٹر یوسف الزماں آسیو
 کو رسالہ زمانہ بابت جنوری ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا تھا۔ جس کا اقتباس
 ذیل میں درج ہے ۛ
 ”و اتحاد عالم کو استوار کرنے کے لئے ایک اور شے کی ضرورت ہے
 ” لیکن جس کا خیال ہندوستان میں کم لوگوں کو ہے۔ وہ مساوات
 ” ہے۔ یہ صرف کہنے کی بات ہے کہ ہم بیرو کر لسی (مطلق العنان)
 ” حکام کے غلام ہیں۔ سب سے پہلے ہم جاہ ثروت۔ شرافت و
 ” نجابت۔ تفریق مراتب اور پرانے رسم و رواج کے غلام ہیں۔

”بیر و کرسی کی غلامی تو سب کے بعد آتی ہے اگر آج ہم ان سب کی
 ” غلامی سے آزادی حاصل کریں تو بیر و کرسی کی غلامی سے ہم خود
 ” بخود آزاد ہو جائیں گے۔ ہم میں کتنے لوگ ہیں جو غریب دیہاتی
 ” کاشتکاروں کو نیم وحشی نہیں تصور کرتے۔ ہم میں کتنے ہیں جو
 ” زمینداروں اور تعلقہ داروں کی کثیر دولت اُن کے ہی مراتب
 ” اُن کے خدم و حشم کو بنظر استحسان نہیں دیکھتے۔
 ” کاش کہ ہم ان نیم برہنہ کاشتکاروں اور مفلس ملکی بھائیوں کا
 ” بھی خیال کرنے لگیں۔ جن کا پیٹ کاٹ کر ہم اپنی شکم پُری نہیں،
 ” بلکہ شکم میری کر رہے ہیں۔ کاش کہ ہم وقتاً فوقتاً اُن کرداروں
 ” بے دست و پا ہندوستانیوں کی افسوسناک حالت سے متاثر
 ” ہونے لگیں۔ جو اچھوت کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ اور جو
 ” اگر آج اپنے کاموں کو چھوڑ بیٹھیں تو ارباب دولت کا سارا
 ” سامان اور کروڑوں روپیہ کی سی نمود ہو جائے افسوس ہم ابھی
 ” دولت کے بندہ ہیں اور تفریق مراتب اور ذات پات کے خیال
 ” ہم نے مذہبی حرمت دے رکھی ہے۔

”ہندوؤں میں برہمن پھر سی دیوہ ۷۷ ہندوؤں کو اپنے برابر نہیں سمجھتے۔ اور مسلمانوں میں بھی زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنکو کم از کم شادی جیسا کہ وقت کسی عورتی منسل بہتی کی تلاش ہوتی ہے۔ منسل کے کوئی مسلمان گھرانہ ایسا ہو گا جو خود ہندوستان کو نہ تسلیم سمجھتا ہو گا، ورنہ ہر ایک اس بات کا مدعی ہے کہ ہمارے اجداد عرب، ایران، بخارا، کابل وغیرہ سے آگزیہاں آباد ہوئے، اور اس طرح وہ خود کو ہندوستانی کہتے ہوئے ایک قسم کی ذلت سے محسوس کرتے ہیں۔

”کوئی ان بندگان ”ندابج“ اور دشمنان ”مسادات“ سے پوچھے کہ آپ عرب اور کابل و بخارا سے اپنے تعلقات تاریخی اور نسلی حیثیت سے ثابت تو کریں۔ اتنے ہی سوال پر وہ آمادہ نہ ہوا ہو جائیں گے کیونکہ ان کا عورتی منسل ہونا و بسا ہی بدیہی ہے جیسا کہ دو اور دو کا چار ہونا حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان ہونے کو جہاں کس میں نہیں گزریں۔ بس خاص عرب اور نصیب رسول سے مندرجہ خاندانی کے ملا دینے کے وہ قانوناً خدا رکھے

” اس گروہ کے نزدیک دوسرے مسلمان گوندہ یا نہیں تاہم شول
 ” حالت میں بالکل حقیر اور کمترین ہیں ۔
 ” اتحاد عالم کے خیال کو غلی جامہ پہنانے کے واسطے ہندوستان کے
 ” بچے ہی خواہوں کو موجودہ تفریق مراتب کے جادو کا راز فاش
 ” کرنے میں بڑی کوشش استقلال اور زبردست اثیار دکھانا ہوگا
 ” اور یہ کہ جب تک ملک میں اس طرح دولت کی عبادت اور تفریق
 ” مراتب کا خیال موجود رہیگا حقیقی بین الاقوامی جماعت کبھی وجود
 ” میں نہیں آسکتی ۔



سلطان دارین شہنشاہ کو نین سردار عالم رسول اکرم حضرت احمد
 مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام پیغمبروں سے افضل ہیں خود
 بھی تمام مسلمانوں پر اپنے کو فوقیت نہیں دیتے تھے۔ کھانے کے وقت
 آپ معمولی آدمی کی طرح بیٹھا کرتے غیبوں کے ساتھ ہمیشہ مل جل کر
 تشریف رکھا کرتے۔ مجلسوں میں بھی آپ کے لئے کوئی ممتاز جگہ نہیں
 رہتی تھی۔ بلکہ سب لوگوں کے ساتھ اس طرح مل جل کر تشریف رکھا کرتے

کہ بابر آئیواں کو حضرت صلعم کے پچاننے میں دقت ہوئی اور دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی کہ حضرت کون ہیں؟ جب لوگ بتاتے تو گنوار لوگ اکثر نہایت بے ادبی کے ساتھ سوال کرتے لیکن آنحضرت صلعم نہایت خوشی سے اُن لوگوں کو جواب دیتے۔ افسوس آجکل ہمارے یہی پیشواؤں کی زیادہ تر یہ حالت ہے کہ اگر کسی غیب سے سوال کرنے میں الفاظ کا ذرا لٹ پھیر ہو تو برہم ہو جاتے ہیں اپنی ذات میں دوسرے بندگانِ خدا سے خصوصیت و امتیاز کا قائم رکھنا ان کا خاص شینوہ ہو گیا ہے ملنے جلنے میں اُٹھنے بیٹھنے میں خلوت و جلوت میں الغرض قدم قدم پر انہیں سب سے زیادہ فکر رہتی ہے۔ تو یہی کہ خدا کے دوسرے بندوں سے خود کو ممتاز و مخصوص رکھیں مگر سرورِ دو عالم کا یہ حال تھا کہ جنگلوں میں اپنے اصحاب کے ساتھ خود لکڑیاں چننے اور خندقوں میں اپنے یاران و انصار کے ساتھ پتھر میں زمیں پر پھاڑے چلاتے یہ ہیں تفاوت رہ از کجاست مابجا

آپ اپنی نسبت لفظ سید یعنی آقا سنا گوارہ نہیں فرماتے ایک بار ایک صحابی نے کہا ”اے میرے آقا“ آپ نے فرمایا مجھ کو آقا (سید) نہ کہو

آقا تو ایک ہی ہے یعنی خدا ایک دفعہ ایک بدوی بارگاہ نبوی میں حاضر
ہوا اُس وقت وہ رُعب سے کانپ رہا تھا آپ نے اس کو کانپنے دیکھ کر
غیرمایا "تم مجھ سے ڈرتے ہو؟ میں اُس ماں کا بیٹا ہوں جو قدیہ کھاتی
تھی (قدیہ ایک معمولی عربی کھانا ہے)، اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ کسی سفر میں اصحاب نے کھانا پکانے کیلئے
اپنے اپنے ذمہ کام لے لیا۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے آقا نے اپنے ذمہ کیا
کام لیا تھا؟ لکڑیاں لانے کی خدمت حضور نے خود اپنے ذمہ لی تھی
جب مسجد توبی تیار ہو رہی تھی تو تقریباً تمام مہاجر انصار اپنے
ہاتھوں سے کام کرتے تھے، خود رسول خدا صلعم دست مبارک سے
اینٹ ڈھونڈے اور ہر قسم کا کام کرتے تھے۔

ایک جنگ کے لئے جب خندق کی کھدائی ہو رہی تھی تو حضرت سرو
کائنات بھی تمام صحابہ کے ساتھ کام میں مشغول تھے۔

ایک بار ایسے صحابی اپنے غلام کو مار رہے تھے رحمتہ اللعالمین نے
دیکھ کر فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے اختیار
میں دیا ہے جو خود کھاؤ وہ اُن کو کھلاؤ جو خود پینو۔ اُنکو پیناؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری فوجی مہم جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے حضرات موجود تھے اُسامہ کی سرداری میں بھیجی تھی جو آپ کے غلام زید کے بیٹے تھے۔ چند لوگوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی تو حضرت نے فرمایا اُنقد طعنتم فی امارۃ ابیہ وقد کان لہا اہلا وان اسامۃ لہا اہل تم لوگ پہلے زید کی سرداری پر بھی طعن کر چکے ہو حالانکہ وہ اس کام کا اہل تھا اور اب اُسامہ سردار بنایا گیا ہے اور وہ اسی کام کا اہل ہے۔

نقل ہے کہ ایک بار ایک عورت جو قبیلہ مخزوم سے تھی چوری میں پکڑی گئی قریش نے اُسامہ سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز تھے کہا کہ آپ حضرت صلعم سے سفارش کریں جب حضرت اُسامہ نے سفارش کی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔

اے لوگو تم سے پہلے تو میں اسلئے ہلاک کی گئیں کہ جب اُن میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تھا تو لوگ اس کو چھوڑ دیتے تھے اور جب کوئی عام آدمی چوری کرتا تو اُس کو سزا دیتے لیکن خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی بھی چوری کرتی تو اُس سے سزا دیتی، یہی ضرور کاٹے جاتے ہیں۔

یہ ہے حقیقی مساوات کی تعلیم اور اسلامی فرمانروائی کی اصلی تصویر۔
ہے کوئی ایسی مثال اس دور میں جہاں یورپ کے کونہ کونہ میں جمہوریت
حریت اور مساوات کا ڈنکہ بج رہا ہے؟ آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے
اقیموا حدود اللہ علی القریب والبعید ولا تأخذکم لومة
لائئکم فدا کے حدود (یعنی قوانین جو مقرر کر دیئے گئے ہیں) قریب و بعید
رشتہ دار اور غیر رشتہ دار سب پر جاری کرو اور خدا کے معاملہ میں
ظلمت کرنے والوں کی ظلمت کا خیال نہ کرو *

آج امریکہ اور فرانس کا گوشہ گوشہ مساوات اور آزادی کے غلغلے
سے گونج رہا ہے مگر ان ملکوں کی اندرونی حالت کو غور سے دیکھا جائے
تو وہاں نام کو بھی مساوات نہیں۔ امیر اپنی لڑکیوں کی شادی کسی غریب
سے کرنا پسند نہیں کرتے۔ غریبوں کے ساتھ کھانا عیب سمجھتے ہیں انکی
سوسائٹی میں شریک ہونا برا خیال کرتے ہیں یہاں تک کہ عبادت
خانہ میں بھی غریب کے ساتھ جانے میں عار ہوتا ہے۔ قبرستان بھی،
امیروں کے لئے علیحدہ بنائے جاتے ہیں۔ صرف نام مساوات کا
ہے *

ان کے مقابلہ میں تم دیکھو کہ مذہب اسلام سکھاتا ہے کہ مسلمان سب برابر ہیں
 مسلمان شہنشاہ کو بھی ایک ادنیٰ غریب کے ساتھ کھانے میں عذر نہیں ہوتا
 ہے یہ صرف زبانی نہیں بلکہ مسلمان شہنشاہوں نے کر کے دکھلادیا ۔
 شاہزادیوں کی شادی اپنے غلاموں سے کر دیا ہندوستان میں بھی
 اس کی مثال موجود ہے مدتوں غلاموں نے یہاں سلطنت کی ۔ جو
 غلام خاندان کے نام سے موسوم ہیں ۔

ہماری مسجدیں امیر اور غریب کے لئے علیحدہ نہیں بنائی جاتی ہیں بلکہ
 سب لوگ خدا کے دربار میں ایک ساتھ اور ایک ادا سے حاضر ہوتے ہیں
 تعلیم سادات کا کابل اور مکمل اثر حضور پر نور ہی تک محدود نہ تھا ۔
 بلکہ آپ کے بعد بھی ایک مدت تک یہ نور آب و تاب کے ساتھ قائم رہا ۔
 چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد
 سب سے پہلی جو تقریر فرمائی وہ یہ تھی کہ ”گوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا
 ہوں حالانکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں ۔ اگر میں ٹھیک کام کر دوں ۔ تو
 مجھے مدد دو ۔ اور اگر میں کج روی اختیار کروں تو مجھ کو سیدھا کر دو۔“
 حضرت عمر فاروقؓ جن کے رعب سے بڑے بڑے شہنشاہ کانپتے تھے ۔

اپنے غریب غلاموں کے ساتھ کھانا تناول فرمایا کرتے اور سفر میں نوکروں کو
 برابر حق دیتے تھے وہ دانتوں میں جانتا ہے جب حضرت عمرؓ اپنے ایک غلام
 کیساتھ بیت المقدس جا رہے تھے ساتھ صرف ایک اونٹ تھا اور ایک
 چادر۔ دونوں یکے بعد دیگرے سوار ہوتے اور چادر اوڑھتے تھے ۔
 اتفاق سے جب بیت المقدس کے قریب پہنچے تو غلام کی باری تھی ۔
 غلام نے ہر چند عرض کیا ”یا امیر المومنین! شہر نزدیک آگیا ہے اونٹ پر
 آپ سوار ہو جائیں۔ آپ نے انکار کیا اور شہر کے طرف اس طرح چلے۔
 کہ اونٹ پر آپ کا غلام سوار تھا۔ اور آپ خود پیدل اونٹ کی مہارت
 چلے جا رہے تھے وہ لوگ جو قلعہ پر خلیفہ کے انتظار میں تھے یہ حالت
 دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور بغیر لڑے اطاعت قبول کر لی اور یہی سبب
 انکے ایمان لانے کا ہوا۔

سبحان اللہ! یہ تھی سادات کی اصلی تعلیم۔ کیا نایخ کوئی دوسری
 نظیر ایسی پیش کر سکتی ہے؟ واللہ ایسی پیاری شان آپ کو کہیں نہیں ملے گی
 یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم ہے۔



جناب چودھری دتو رام صاحب کوثری نے یہ واقعہ نظم کیا ہے
یورشلم کی راہ کو اب تک یہ یاد ہے یعنی کہا جو کوچ سپاہ تمام نے
نزل جو نصف ہوئی آقا نے بس کہا چھوڑی نکیل اُٹوشتہ کو فوراً غلام نے
انفلج چٹھا جناب عمر نے بچے آگئے پکڑی ہمارے دل عالی مقام نے
یوں چڑھتے اور تڑکیا طے دہ سب سفر حتیٰ کہ پہنچے بیت مقدس کے سامنے
چڑھنے کی باری اس گھڑی انفلج کی تھی فرو پیدل عمر نے ناز کیا گروگام نے
یورشلم میں فرج نظر کو ج جب گئی پوچھا خلیفہ کون ہے یہ اہل شام نے
سب نے کہا کہ آتے ہیں پیچھے امیر ملک یہ سن کے انتظار کیا خاص عام نے
پیدل عمر تھے اور تھا انفلج چڑھا ہوا اس حال میں حضور کو دیکھا تمام نے
ہر چند تھے تھکے ہوئے لیکن پیادہ تھے چھوڑا نہ عدل ہاتھ سے دی اہت شام نے
چمڑے کا پیر بن تھا کہ پیوند تھا ہزار عیش عین خلیفہ پہ اک اثر دھام نے
ناروق نامدار نے اس وقت یہ کہا ہم کو یہی سکھایا ہے خیر الانام نے

یہ دیکھ کر عمل جو دلوں پر اثر ہوا

کلمہ پڑھا بنی کا کروہ عوام نے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اک شام کانوسلم بادشاہ

جبلہ بن الاسم غسانی نامی کی چادر کعبہ کے طواف میں ایک غیب شخص کے پاؤں کے نیچے اتفاق سے دب گئی جبلہ نے ایک تھپڑ کھینچ مارا اس شخص نے بھی بس کا جواب تھپڑ ہی سے دیا۔ جبلہ کو سخت غصہ آیا اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی آپ نے واقعہ سن کر فرمایا۔ تم نے جیسا کیا ویسا پایا اس جواب سے جبلہ کو سخت حیرت ہوئی۔ کہ اس دربار میں امیر اور غیب۔ شریف اور رذیل میں کوئی فرق نہیں اس کے بعد وہ چھپکر قسطنطنیہ بھاگ گیا اور وہاں جا کر مرتد ہو گیا تو کیا امتیازات کے دلدادوں کا حشر بھی جبلہ کے ساتھ ہو گا؟ ہاں اس سے زیادہ سخت انتقام ایسے لوگوں سے لیا جائے گا۔ کیونکہ وہ تو علانیہ مرتد ہو گیا کہ اس سے اسلام کو کوئی نقصان عظیم نہ برداشت کرنا پڑا مگر ان کا شمار تو منافقوں میں ہو گا کیونکہ یہ اپنے کو اسلام کا پیرو کہہ کر اس میں گھن لگانا چاہتے ہیں۔

ایک بار زید بن ثابت کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب کا کوئی مقدمہ پیش ہوا جب عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے تو زید بن ثابت تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ آپ نے فوراً روک دیا اور

فرمایا اے ابنِ ثابت یہ پہلی بے انصافی ہے جو قوم نے اس مقدمہ میں کی :-
 حضرت فاروق اعظم کے عہد خلافت میں ایک مرتبہ مجلس شوریٰ منعقد ہوئی
 اور اختلاف آ رہا ہوا تو حضرت امیر المومنین نے اس موقع پر فرمایا :- ”میں بھی تم
 ہی میں ایٹھے ہوں میرا نشانہ نہیں کہ میں جو چاہوں اس کو تم بھی مان لو“ :-

ایک دفعہ مجلس نبوی میں حضرت عمرؓ کے منہ سے اچانک نکل گیا کہ ”اے بلال
 تم حبشی سیاہ رنگ ہو“ یہ سُنکر آنحضرت صلم نے فرمایا اے عمرؓ تم میں اس وقت تک
 حمالت کی بوباتی ہے۔ حضرت عمرؓ زین پر گر پڑے اور جب اٹھنے کا حکم ہوا تو
 آپ نے فرمایا کہ جب تک بلالؓ اپنے پیر سے ٹیک دے کر نہ اٹھائینگے۔ میں نہیں
 اٹھوں گا۔ اور اس پر اتنا زور دیا کہ حضرت بلالؓ کو ایسا ہی کرنا پڑا :-

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت جب منصب
 خلافت کے مسئلہ کو مجلس شوریٰ میں پیش کیا تو فرمایا :- ”اگر سالم مولیٰ ابی حفصہ
 موجود ہوتے تو میں انہیں خلافت کے لئے ناعز دکر جاتا“ :-

تم جانتے ہو حضرت سالم کون تھے۔ جبکہ متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
 خیالات ایسے اچھے تھے کہ تمام دُنیا کے مسلمانوں کا امیر بنانے کے لئے
 ناعز فرما دیئے کو مستعد تھے۔ ان کا شمار اکابر صحابہ میں ہے۔ تم نے

خیال کیا ہو گا کہ وہ خاندان قریش کے کسی جز گھرانے سے ہوں گے،
 نہیں وہ حضرت ثبیبہ کے جو قریشی سردار ابو حذیقہ کی بیوی تھیں،
 غلام تھے، شروع اسلام میں آقا اور غلام اسلام کے حلقہ میں شامل
 ہوئے تھے، اسلام قبول کرنے کے بعد ثبیبہ نے حضرت سالم کو آزاد کر دیا
 اور حضرت ابو حذیقہ نے اپنی بیٹی فاطمہ بنت ولید سے شادی کر دی
 حضرت سالم مسجد قبا کے امام مقرر ہوئے تھے جبکہ پیچھے حضرت عمر رضی اللہ
 عنہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جیسے چیلے، ان قدر حضرات اکثر نماز پڑھا
 کرتے تھے۔ دیکھو یہ مساوات کا کیسا حیرت انگیز نمونہ ہے۔
 کیا تاریخ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہے ؟

ذکر ہے کہ ایک بار قریش کے چند سردار جن میں ابوسفیان بھی تھے
 حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ صیب رومیؒ
 اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ بھی اسی غرض سے وہاں تشریف
 لے گئے تھے حضرت امیر المومنین نے سب سے پہلے حضرت بلال وغیرہ کو
 بلایا۔ اور دوسرے سرداران قریش بیٹھے رہے۔ ابوسفیان کو یہ بات
 بہت بُری معلوم ہوئی۔ انھوں نے دوسرے سرداروں کو کہا کہ دیکھو

ہم لوگ یہاں بیٹھے کے بیٹھے رہ گئے اور غلاموں کو اندر جایشکی اجازت مل گئی۔ ان میں ایک بہت ہی شناس تھا اس نے کہا کہ یہ اپنا قصور بلالؓ وغیرہ کو اس کا فخر حاصل ہے۔ گناہ ہم لوگوں سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ایک واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور سنو آپ کے صاحبزادے عبداللہ کو تقسیم اموال میں حضرت مسامہ بن زید سے کم درجہ رکھا گیا۔ اس پر عبداللہ نے حضرت خلیفہ سے اس کی شکایت کی کہ ایسا کیوں کیا جاتا ہے اس مساوات کے فرشتے نے جواب دیا۔ کہ چونکہ اس کا باپ زید حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ پیارا تھا، اور مسامہ خود بھی تم سے زیادہ عزیز تھا، اللہ، اللہ مساوات کے بارے میں اسلام اور اسکے ماننے والوں کے معاملات عجیب و غریب تھے؟ آج تعجب ہے۔ کہ اسلام کے ماننے والے طرح طرح کے خاندانی امتیازات و تفریقات کی بت پرستانہ پرستش کر رہے ہیں۔ آہ! ایک زمانہ تھا کہ خداوند پاک اور اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ اطاعت کے سوا دوسرا کوئی رشتہ نہیں تھا۔

غور کرو اور ان واقعات سے سبق لو۔ ایک عسلا م زادہ کو
انجیل المونین کے لڑکے پر فوقیت دی جاتی ہے اور وہ چون نہیں
کرتا ہے ۛ

ایک دفعہ خلیفہ چارم امیر المونین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
زراہ ایک یہودی نے لے لی تھی۔ آپ مدعی بنکر اس کے برابر اپنے زمانہ خلافت
میں اپنے مقرر کردہ قاضی شریح رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں جا کر کھڑے
ہوئے۔ اور اپنی گواہی میں حضرت امام حسنؑ اور اپنے غلام قنبرؑ کو پیش
کیا۔ قاضی نے انکی شہادت لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بیٹے کی شہادت
باپ کے حق میں قبول نہیں کی جاسکتی۔ حالانکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے
خیال میں یہ شہادت قابل قبول تھی ۛ

قاضی کی یہ معقول بات سنکر جناب امیر المونین حاموش ہو گئے یا پکا
دعویٰ خارج کر دیا گیا۔ یہودی یہ دیکھ کر سخت متحیر ہوا۔ کہ اللہ اکبر
اسلام اور مسلمانوں کا یہ انصاف ہے۔

یہودی باہر نکلا اور عرض کرنے لگا کہ آپ کی صداقت میں کوئی شک
نہیں یہ زراہ آپ کی ہے یہ کمزورہ بطیب خاطر مسلمان ہو گیا ۛ

سبحان اللہ کیا ہی اچھا زمانہ ہو گا کہ ہر فرد بشر یہی بات پر جان دیتا تھا۔ خود خلیفہ وقت کا اپنے بنائے ہوئے قاضی کے سامنے مدعی بنکر جانا، قاضی کا خلاف میں مقدمہ فیصلہ کرنا اور ذرا خیال تک ل میں نہ لانا اور پھر خلیفہ وقت کا اس کو ذلت نہ سمجھنا، کیا معمولی باتیں ہیں؟

اس سے ہرگز انکار نہیں کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کے احکام موافق فطرت و موافق عقل ہیں تو تم اپنی اپنی آنکھ (دل) سے دیکھو کہ قومی امتیازات موافق فطرت ہیں۔ یا خلاف عقل۔ یہ تم جانتے ہو کہ مخلوقات میں ہر نوع کے مختلف اقسام ہیں۔ مثلاً گھوڑا اس میں کوئی بہت چھوٹا ہوتا ہے تو کوئی بڑا کوئی تیز اور کوئی سست۔ اور اسی انداز سے اسکی قیمت بھی مختلف ہوتی ہے۔ اگر دو گھوڑے بکنے آئیں ان میں ایک بڑی ذات کا ہے۔ اور دوسرا چھوٹی ذات کا۔ مگر بڑے کی چال خراب ہے اور وہ بد معاش بھی ہے اور اسی کا جواب چھوٹا ہے یعنی تیز بھی ہے اور نیک بھی۔ تو تم بتاؤ ایک عقلمند آدمی کسے پسند کریگا۔ اور قیمت کس کی زیادہ ہوگی؟ ہاں بعض ایسے بھی ہیں جو نیا ہری بھرک دھیکر بڑے ہی کو ترجیح

دیں گے +

اسی طرح تمام مخلوقات ہیں۔ حتیٰ کہ انسان کی بھی مثال تمہارے سامنے ہے۔ جب کہ عقل کی دُوبینی صرف ظاہری بھڑک ہی تک محدود نہیں رہتی بلکہ اس کا انتخاب اس حد سے گزر کر اس کے اصلی دباطنی جوہر تک بھی پہنچ جاتا ہے۔ تو پھر اسلام کا انتخاب اس کے خلاف کیونکر ہو سکتا ہے اگر یہ سچ ہے کہ عزرائیل (شیطان) خدا کی خدائی کا قائل تھا خدا کی پرستش دل و جان سے کرتا تھا اور ہر گوشہ آسمان اس کی عبادت کا شاہد تھا +

اگر یہ درست ہے کہ عزرائیل کی خدمت ملائکہ کے لیے باعثِ فخر تھی اور پھر یہ بھی ٹھیک ہے کہ اس کا خطاب معلم الملکوت تھا اور وہ سب فرشتوں کا اُستاد اور بزرگ ترین مخلوق مانا جاتا تھا۔ تو پھر اُس کی کوئی حرکت اس کا کونسا فعل اور اس کی کوئی بات اس انقلاب کا باعث ہوئی جس کی بدولت وہ شیطان، مردود اور طرح طرح کے ذلیل ترین خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے۔ (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ) فرشتوں نے رشک کر کے خدا سے اس کی شکایت کی۔ یا خدا کی خدائی

منکد ہو گیا، نہیں ان میں سے کوئی بات بھی نہیں ہے۔
 اب آپ غور کریں۔ کہ کیوں وہ راندا گیا؟ یہی امتیاز اس کی
 لعنت کا باعث ہوا۔ اس نے اپنے کو آدم علیہ السلام پر فوقیت
 دینی چاہی، بس یہی ایک بات خداوند تعالیٰ کو اچھی معلوم
 ہوئی اور اسی ایک بات نے اس کی صدیوں کی عبادت و ریاضت
 کو اور ہمیشہ کے زہد و تقویٰ کو ملبا میٹ کر دیا۔

مگر اے قومی امتیاز کے شیدائیو! اگر تمہارے دل کی بنیائی ہمیشہ کیلئے
 رخصت نہیں ہو گئی ہے۔ تو تم غور کر سکتے ہو کہ تمہارا غور و غزلیں کے خود
 سے بالاتر ہے۔ کیونکہ اُسے دوسرے جنس پر اپنے کو فوقیت دینی چاہی ہے
 مگر تم ہم جنس میں فوقیت چاہتے ہو اور شیخی بگھارتے ہو۔

ہاں تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ اُسے خدا کے حکم کو نہ مانا تھا۔ اسلئے راندا گیا مگر تمیں بھی
 خدا اور اسکا رسول ہر جگہ مساومت برتنے اور دل سے خود کو نکال دینے کے
 کہتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس کے دل میں رائی برابر بھی
 ایمان ہو گا۔ وہ دوزخ میں نہ رہے گا۔ اور جس کے دل میں رائی برابر

بھی شیخی ہوگی۔ وہ جنت میں نہ جائے گا۔ شیخی کا مضمون لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا۔ تو کسی نے عرض کیا۔ دو آدمی اچھے کپڑے اچھے جوتے کو پسند ہی کرتا ہے، آپ نے فرمایا یہ نہیں۔ اللہ خود اچھا ہے اور اچھائی کو پسند فرماتا ہے۔ شیخی یہ ہے کہ حق بات نہ مانے اور خدا کے بندے کو حقیر جانے، اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ جس کے دل میں رانی برابر بھی شیخی ہوگی اس میں رانی برابر بھی ایمان نہ ہوگا۔ کیونکہ شیخی اور ایمان کا مسکن ایک نہیں ہو سکتا۔

ایک جگہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے کوئی مسلمان نہ کسی مسلمان پر ظلم کرے نہ اس کو رسوا کرے، نہ ناچیز جانے۔ آپ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، پرہیزگاری یہاں ہے۔ پھر آپ نے تین بار فرمایا۔

انسان کے برے ہونے کو اس بقدر بت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی حقارت کرے اور اس کو ناچیز جانے مسلمان کی سب چیزیں جان مال اور آبرو سب مسلمان پر حرام ہیں۔

بہا اب بھی تم حیلہ کر سکتے ہو۔ اور اس سے اجتناب کا دعویٰ کر سکتے ہو

کہ عزائیل اور تم ایک ہی طبقہ میں شمار نہیں کئے جاؤ گے؟ گویا ان احکام سے انحراف کر کے تم صرف اپنے کو ان انسانوں ہی پر فوقیت نہیں دیتے ہو؟ بلکہ (معاذ اللہ) تم خدا سے بھی سبقت لیجانا چاہتے ہو۔ کیونکہ خدا اور اس کے رسول کے حکموں کو اپنے نفس کے احکام پر ترجیح دیتے ہو۔

غور کرو۔ سوچو اور سمجھو اپنے کو شیطان کا ساتھی نہ بناؤ اور ایسے بیوہ خیالات کو دل سے نکال ڈالو۔

آہ! کہاں گئی ہماری عقل؟ اور کدھر رخصت ہوئے ہمارے حواس؟ کیا ہوئی حکمت اور کہاں گئی ہماری عقلمندی؟ آج کیوں ہمارے نام میں دھبا لگایا جا رہا ہے؟ آج ہم دنیا میں کیوں ذلیل و تنوار ہیں؟ آج ہم کیوں نفرت کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہیں؟ آج ہم پر کیوں پھبتیاں اور آوازے کسے جا رہے ہیں؟ وہ کونسی ایسی ظلمت ہے۔ جس نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے؟ یہ سب ہمارے کرتوت کے بیج ہوئے ہوئے ہیں۔ ہم نے اپنے خدائے وحدہ لا شریک کے قائم کے ہوئے رشتہ کے سوا دوسرے رشتے قائم کر لئے اور اس طرح

ہمارے ہی نکالے ہوئے خاندانی اقبانات اور تفریقات نے ہمیں بالکل غارت کر دیا۔

ایک دن وہ بھی تھا جبکہ ہم مسلمانوں کی اجتماعی طاقت نے دنیا کے اندر حیرت انگیز انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ عرب کے اس وادی ذی ذرع سے لے کر یورپ کے مشہور دریائے لوار تک جس پر آج سلطنت فرانس کے اقبال اور بلندی کا پرچم لہرا رہا ہے ہم ہی تھے جن کے گھوڑوں کی نعلوں اور سموں کو چوما۔ اس اور اس جیسے دوسرے دریاؤں میں ہماری بے باکانہ تیراکی مدتِ العمر تک تایخ اپنے سبق آموز اوراق میں جگہ دیتی رہیگی۔ ہم ہی تھے جس نے یونان کے قدیم علوم و فنون کو ایک مرتبہ پھر نئی زندگی بخشا۔ اور ہم ہی تھے جسے مکتِ چین کو مردہ جسد میں پھر ایک نئی روح پھونک دی ہم ہی تھے جسے ہندوستان جیسے تاریک اور دھندلے ملک کو اپنی زبردست روحانی الکھڑیسیٹی پاس کر کے جگمگاتی ہوئی روشنی سے منور کر دیا۔ کبھی مہمانوں میں تواضع بنکر چکے۔ کبھی خانقاہوں کے درو دیوار پر ہمارے پاک وجود سے انوار و تجلیات الہی کا ظہور ہوتا رہا اور کبھی دنیا کی بڑی بڑی درسگاہوں

میں اُستادِ اہل اور دُنیا کے بہترین سبق دینے والے نظر آئے۔
 لیکن بد بختی کو بے نصیبی کہو یا آسمان کی گردش کہو۔ جو وقت سے
 کہ ہمارا شیرازہ قومی کھرا اور اق پر اگندہ ہوئے اقبال نے سنا
 چھوڑا ترقی نے پختی سلام کہا۔ عروج نے منہ موڑا نیکیاں رخصت ہوئیں
 تمام خویوں اور ساری بھلائیوں نے مہاجرت اختیار کر لی آہ اسی وقت
 سے ہماری ہستی ایک سٹے ہوئے قافلہ اور وجود گرد کاررواں کی طرح بے
 اثر اور بیوقت نظر آنے لگی۔

دہ جو ہمارے خوانِ کرم کے پردیش یافتہ تھے وہ جنھوں نے مدتوں
 ہمارے سامنے مذاہبِ ادب کی کیا تھا اور وہ جو ہماری پھیلی ہوئی ہڈیوں سے
 اپنے کھوکھلا اور بھوکے پیٹ بھر لینے کے عادی رہ چکے تھے آہ! آج
 وہی تہذیب اور شارِ کُشتی فلسفہ اور حکمت کے مدعی اور عروج و اقبال
 کے الگ بن کر ہمارے مقفل خزانے کو لوٹ کر شایستہ اور مہذب بن گئے
 اور ہمارے منہ پر قومیت کا گیت لگانے لگے۔

آہ! بے نصیب قوم (مسلمان) انھیں کھول۔ آخر کیا بولجی ہے یہ کیا
 تغیر اور انقلاب ہے۔ یکسی ٹباہی اور برہم دہی ہے یہ کیسی ذلت اور سوائی

کچھ سمجھا، کچھ غور کیا، کچھ بھی سوچا۔ کوئسی ایسی زبردست نعمت تھی جو تیرے
 آبائی خزانے سے گم ہو گئی۔ جس نے اس حد تک اور اس نتیجے کو پہنچا دیا ہے
 مجھ سے سُن، وہ نعمت بے بہا وہ تیرے آبائی خزانے کا انمول اصل مسابو
 اور صرف مساوات ہے۔ اگر اب بھی تو اس راڈ کو سمجھے اپنی گزشتہ
 اصلیت پر لوٹے اور اپنی کھوئی ہوئی دولت اور طاقت کو حاصل کرنے میں
 عمر بسر کرے تو سُن کہ دُنیا تیری ہے آسماں تیرا، اقبال کا تاج تیرے
 سر پر۔ ادج اور ترقی کا زرین تخت تیرا فرش خاک ۛ

آج جب دُنیا میں ایک نئی لہر دوڑ رہی ہے اور خیالات میں ہیجان پیدا
 ہو رہا ہے۔ پُرانی عمارتوں کے اندام پر نئی تعبیر کی بنیادیں رکھی جا رہی
 ہیں مسلمانوں کو بھی سوچنے کی ضرورت ہے کہ آج سے تیرہ سو برس قبل
 انہیں کیا تعلیم دی گئی تھی۔ اور اب اس میں کیا کیا تبدیلیاں ہو گئی ہیں
 اور اس وقت جبکہ تمام ندی نالے صاف ہو رہے ہیں گیاؤں چشہ کی طرف
 توجہ کرنی چاہئے یا نہیں؟ ہمارے لئے حکم تھا۔ کہ سب سلمان بھائی بھائی
 میں لیکن آج ہماری کیا حالت ہے۔؟ ہم ایک دوسرے کو کھینٹے اور
 رذیل کہتے ہیں ہم دُنیا کے لئے نمونہ بنائے گئے تھے۔ اور حکم ہوا تھا کہ تمہارے

رسول تمہارے لئے نمونہ ہیں اور تم دنیا کی قوموں کے لئے نمونہ ہو۔
لیکن آج یہ اُمت وسط اُسی شاہ راہ سے اس قدر ہٹ گئی ہے کہ
منزل مقصود کا کہیں نشان نہیں ملتا۔

اے خدائے دو جہاں، اے خالق کون و مکاں، تو ہماری حالت
ایک بار اور سنبھال دے تاکہ ہماری زندگی پھر قابلِ رشک ہو جائے،
اور دُنیا حیرت کے ساتھ چلا اُٹھے۔

”سچے پرستانِ توحید اپنی اصلیت پر لوٹ جانے کے بعد اس طرح
ہوا کرتے ہیں۔“

گہنگار

محمد حفیظ اللہ

قطعہ تیاری طبع اول

از نتیجہ فکر حسان اند کو لانا تھا صاحب مدظلہ عادی محیی پناوی سابق

پروفیسر عربی و فارسی نیشنل کالج پٹنہ

صد شکر کہ این تازہ کتاب خرد افروز شد طبع بحسن و بعد شان شد شان

و آنست حفیظم کہ دریں کار گہ دھر ایں صنعت تصنیف بود خیر صنایع

چوں بخت جواں یاور او شد، ہم آید در دامن سعیش ہمہ گلے کے ذرا کے

ایں نیست بجز معجز اخلاق مصنف تمسین کہ شنود است زہر کارہ و طالع

پرید چو او گفت تمنای جو ایش

میدان سنہ طبع زمر غوب طبائع

قطعہ تیاری طبع اول

از نتیجہ فکر عالیجناب لانا خواجہ عبد الرؤف صاحب عشرت لکھنوی

کیا خوب حفیظ آپ نے لکھا ہے رسالہ اس جہد کی تعریف کوئی گیر نہیں سکا

قرآن و احادیث سے ثابت یہ کیا ہے اسلام جاری ہے مساوات کا دیر

ہم سب تو حقیقت میں ہیں اک باپ کے فرزند کس بات کا پھر فرق ہے کس بات کا غر

ہاں قطعہ تیاری ہو تازہ کوئی عشرت اعداد بھی ہوں لفظ مساوات سے پرنا

احاد و عشرہ کو دیں پانچ سے اب ضرب آج جو باقی رہیں ان کو کریں دونا

قطعہ تایخ طبع ثانی

از نتیجہ فکر حضرت مولانا محمد فرخند علی صاحب مدظلہ فرحت مدرسہ اول

مدرسہ خیریہ نظامیہ سسر ام

مطبوع خلق پہلے ہی سے تقابہ رسالہ اب زیور طباعت سے پھر ہوا مزین
اسلام کی مسادات اس کی عیان بنی ہے اتحاد قومی کا بہترین یہ ارگن
ثبات فرائض و سنت اس کے کل نمایاں دعویٰ ہر اکمل ہر معنی مبرہن
طواریک اسیس اور طرزیایں ہر دلکش مضمون بلند پایہ ہر اک دلیل روشن
صد آفرین تحسین کردہ دونوں مستحق ہیں فضل مؤلف اسکے اور انکی سعی و قدغن

فرحت نے فی البدیہہ تایخ طبع لکھی

ہے دلفریب دلکش یہ دوسرا طبع

قطعہ تایخ طبع ثانی

از نتیجہ فکر لسانِ انعم مولانا خیر رحمانی در بھنگوی سابق مدیر

اخبار الینچ باکی پور

پھر چھپ گیا دوبارہ یہ خوشنما رسالہ جو اتحاد قومی کی ہے بڑی نشانی
مومن وہی ہو ہو اک دوسری کا بھائی یہ جو حدیث نبوی کچھ یہ نہیں کہانی
مقبولیت کی اس کی بڑی دلیل کافی ہاتھوں میں آپکے ہر اب اسکا طبع ثانی

ہر بات اسکی سلی ہر اک بیان دلخوش دیکھا ہے ہر اک بیاں میں کیا داد و خوش بیانی

پو پھل ہمارے دل نے تلخ طبع اسکی

بنے کہا ہے اچھی برجستہ طبع ثانی

۱۳۴۶ھ

قطعة تلخ طبع ثانی

از نتیجہ فکر حسان الہند مولانا صاحب مدظلہ عمادی مجیبی پھلوروی

آن حفیظ اللہ کہ از جان ہم عزیز دارش چوں دارد او خوش خیال

آنکہ بر بود از اقارب گوئے فضل آنکہ آمد در امثال بے مثال

صاحبہ من عندک زلف لہنا من انہ من عندک حسن المال

حرم عرش در فضائے کائنات غوہ توفیق را آمد ہلال

کرد اسلامی مساوات اور قم سرمہ ہجرت دہ چشم کمال

دلق طبع اول چو در بر کردہ بود گفتہ بودم سال طبعش حسب حال

وقت طبع ثانیٹش آمد چو باز ہر سالش باز کرد از من سوال

گفتم لے جان تمنا ہر این

درس ہوش افزای جویش سال

۱۳۴۶ھ

لطائف شہداء کلکچر مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب مدظلہ عمادی پھلوروی سے کیا

۳۳
الطستانی پریس کلاٹ
بنیاد لکھنؤ
مطبوعہ